عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۲۸/جمادی الاول تا ۵/جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/جون ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۲۳

قیمت ۷ روپے

بنیادی انسانی حقوق

مغرب اور جدیدیت حجاب سے خائف کیوں؟

مغرب اور اسلام مفاہمت کے امکانات

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

قادیانی دجل:

س:...... قادیانیوں کو غیر مسلم کیوں قرار دیا جاتا ہے' میرا ایک دوست جو قادیانی ہے' ان کا کہنا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں جبکہ امام مہدی کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو ہمارا ہے' تو کیا وجہ ہے کہ یہ غیر مسلم ہیں؟ اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج:...... میرے عزیز! یہ قادیانیوں کا دجل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں' وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں' غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں۔ چلو اگر ایک منٹ کے لئے ان کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تو پھر قادیانیوں کے ابا غلام احمد نے اپنے لئے الگ مذہب کیوں بنایا اور یہ کیوں کہا کہ: ''مجھے سب لوگوں نے مانا مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷' روحانی خزائن ج:۵' نجم الہدیٰ ص:۵۳' ج:۴) اور مرزا جی کے دوسرے جانشین اور بیٹے مرزا محمود احمد نے یہ کیوں فرمایا کہ: ''کل مسلمان جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے' خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص:۳۵) اسی طرح وہ اپنی دوسری کتاب آئینہ صداقت میں لکھتا ہے: ''ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں' اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں' کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں' یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔'' (ص:۹۰)

رہی یہ بات کہ وہ مسلمانوں کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی وجہ بھی خود مرزائیوں کے امام کی زبانی سنئے کہ وہ کلمہ پڑھتے وقت بھی ''محمد رسول اللہ'' سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں' چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد ''کلمۃ الفصل'' ص:۱۵۸ پر لکھتا ہے: ''پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہے' ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' نعوذ باللہ قادیانی' مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

محمد رسول اللہ مانتے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کے قائل ہیں' صرف یہی نہیں' بلکہ مرزا غلام احمد کو نہ ماننے والے مسلمانوں کے بارہ میں خود مرزا کا ارشاد ہے کہ: ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی و مشرک رکھا گیا۔'' (نزول المسیح ص:۴' حاشیہ روحانی خزائن ص:۳۸۲' ج:۱۸)

مرزا غلام احمد اپنی تعلیم اور وحی کو تمام انسانوں کے لئے مدار نجات قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

الف:...... ''ان کو کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۸۲)

ب:...... چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے' اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس تعلیم کو جو میرے اوپر ہوتی ہے' فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا' جس کی آنکھیں ہوں دیکھے' اور جس کے کان ہوں سنے۔'' (اربعین ۴' ص:۷' حاشیہ)

ان تفصیلات کے بعد آپ ہی بتلائیں کہ قادیانی مسلمان ہیں یا کافر؟ قادیانیوں کو مسلمانوں نے آئینی طور پر کافر قرار دلانے میں تو سو سال محنت کی' مگر قادیانیوں نے تو روز اول سے ہی مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا تھا' جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

غرضیکہ قادیانیوں سے مسلمانوں کا ایک آدھ مسئلے میں نہیں' بلکہ مکمل اختلاف ہے اور قادیانی' مسلمانوں سے بالکل الگ اور جدا مذہب رکھتے ہیں' یہ اسلام کے باغی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں' مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا اور ہے کہ قادیانی' مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں' بلکہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ امت کہیں' ہم ان سے تعرض نہیں کریں گے' لیکن اگر وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کرائیں گے تو ہم بھی ان کا تعاقب جاری رکھیں گے اور مسلمانوں کو بتلائیں گے کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ وہ پیشاب پر زمزم کا اور سور کے گوشت پر بکری کے گوشت کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۶ شمارہ: ۲۳ ۲۸ جمادی الاولیٰ تا ۵ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۹ تا ۲۳/ جون ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فضیل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

بنیادی انسانی حقوق	اداریہ	۴
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار	یوری آوٹیری	۷
مغرب اور اسلام مفاہمت کے امکانات	ڈاکٹر مسعود عالم قاسمی	۱۰
مغرب اور جدیدیت حجاب سے خائف کیوں؟	ایس ایچ خان نعمانی	۱۴
مرزا قادیانی کے بعض دعاوی	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	۱۷
خبروں پر ایک نظر		۱۹
رپورٹ کراچی کانفرنس	ابو محمد	۴۵

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

بنیادی انسانی حقوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

بلاشبہ پاکستان دین‘ مذہب اور اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا‘ بلکہ متحدہ ہندوستان کی تقسیم اور ہندوستان سے انگریز بہادر کی روانگی و رخصتی بھی مذہب کی برکت سے وجود میں آئی۔ اس سے ذرا آگے کے حالات کا جائزہ لیجئے! تو صاف نظر آئے گا کہ ہندوستان سے مسلم اقتدار کا خاتمہ بھی دین و مذہب سے برگشتگی اور مسلم حکمرانوں کی مذہب سے دوری کی نحوست کا شاخسانہ تھا‘ ورنہ جب تک ہندوستان کے مسلم حکمرانوں اور مسلم آبادی کا دین و مذہب سے والہانہ لگاؤ اور تعلق رہا‘ کسی سازشی عنصر کو ان کے دین و مذہب کے خلاف لب کشائی اور ان کی حکومت و اقتدار کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ تھی۔

لیکن جیسے جیسے مسلمانوں کی دین و مذہب پر گرفت ڈھیلی پڑتی گئی‘ سازشی عناصر مختلف حیلوں اور بہانوں سے ان میں گھس کر سازشیں کرنے لگے۔ تاآنکہ ہندوستان پر سے مسلمانوں کی کئی سو سالہ حکومت و اقتدار کا سورج غروب ہوگیا‘ یوں کل تک ہندوستان پر حکومت کرنے والے مسلمان آج کے محکوم ہوگئے۔ ان حالات میں کون ایسا ہوگا جس کو اپنی عظمت رفتہ کی بحالی‘ اپنی مظلومیت و مقہوریت‘ اپنی توہین و تذلیل کا احساس اور دکھ درد نہ ہوگا؟

اگر اس تناظر اور پس منظر میں دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی‘ تحریک شہیدین اور تحریک ریشمی رومال اسی مذہب پسندی اور دین دوستی کی زندہ و تابندہ مثالیں ہیں‘ جن کی برکت سے انگریز مخالفت کے جذبات کو ابھار کر مذہب پرستوں نے اسلام دشمنوں کا ہندوستان میں جینا دوبھر کردیا‘ تاآنکہ استخلاص وطن اور قیام پاکستان کی تحریک نے زور پکڑا‘ انگریز ہندوستان سے رخصت ہوا اور پاکستان معرض وجود میں آگیا۔

معلوم نہیں وہ لوگ کس احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں؟ جو اپنی گز گز کی زبانوں سے یہ کہتے نہیں تھکتے کہ:

''پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو راجوں‘ مہاراجوں اور جاگیرداروں نے مذہب کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے ہمیشہ استعمال کیا ہے‘ لیکن وہ مولوی کو برابر کا درجہ نہیں دیا کرتے تھے۔''

(روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۲۹/مئی ۲۰۰۷ء ‘اداراتی صفحہ‘ کالم نذیر ناجی)

بھلا ان عقل مندوں سے کوئی پوچھے کہ پاکستان میں کب راجوں اور مہاراجوں کی حکومت تھی؟ اور انہوں نے کب اور کس مذہب کے لئے مولوی کو استعمال کیا تھا؟ اور کس مولوی نے راجوں اور مہاراجوں سے مذہب میں ہم آہنگی کا مطالبہ کیا؟ اور انہوں نے ان کو برابر کا درجہ نہیں دیا؟ گستاخی معاف! کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ بانی پاکستان جناب محمد علی جناح ہندو تھے؟ راجے تھے؟ یا مہاراجے؟ جنہوں نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ‘ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی خدمات حاصل کی تھیں اور قیام پاکستان میں ان سے مدد حاصل کی تھی‘ اور مغربی و مشرقی پاکستان میں ان سے جھنڈے لہروائے تھے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرارداد مقاصد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے پیش کی

تھی؟ بتلایا جائے کہ اس کو کیا نام دیا جائے گا؟ اور اس کی منظوری دینے والوں کو کس خطاب سے نوازا جائے گا؟ راجوں' مہاراجوں اور انگریزوں کے بوٹ پالش کرنے والے مولوی تھے؟ یا نام نہاد روشن خیال' ترقی پسند؟ اسی طرح ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے والے مذہب بیزار لکھے پڑھے تھے یا ''تنگ نظر'' اور ''مذہبی شدت پسند مولوی''؟ اگر مولوی دین و مذہب کے معاملہ میں ان سے صلح کر لیتا تو سکھوں' ہندوؤں اور انگریزوں سمیت تمام اسلام دشمن قوتیں ان کے خلاف صف آرا کیوں ہوتیں؟ آج دنیا بھر میں مولوی کی مخالفت کیوں ہوتی؟ اگر مولوی اسلام دشمنوں کے مقاصد کے لئے استعمال ہوتا تو ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو علماء کو سولی کیوں دی جاتی؟ اگر مولوی بھی انگریزوں کی حمایت میں جہاد کی منسوخی کا فتویٰ دے دیتا یا انگریزی مشینری کا کل پرزہ بن جاتا تو اسے گوانتاناموبے کیوں بھیجا جاتا؟ اسے دنیا بھر میں گالی کا درجہ کیوں دیا جاتا؟ اگر مولوی صلح کل ہوتا تو تمام اخبارات کے دریدہ دہن کالم نگار اور سمعی' بصری میڈیا اس کی کردار کشی پر اپنی قوتیں کیوں صرف کرتے؟ اگر مولوی بھی دنیاوی مفادات اور چند روزہ عیش پرستی کو پیش نظر رکھتا تو نذیر ناجی جیسے روشن خیال کو اس کے خلاف کاغذ سیاہ کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟

بلاشبہ اپنی اپنی قسمت اور مقدر ہے کہ کچھ لوگ اگر خواہی و ناخواہی اسلام اور مولوی کی مخالفت میں استعمال ہو رہے ہیں تو بہر حال مولوی اسلام' اسلامی اقدار اور دین و مذہب کے نام پر گالیاں کھا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مولوی کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں کہ آج تک اگر فرعون' ہامان' شداد' نمرود سے لے کر ابوجہل و ابولہب اور ان کے جانشینوں تک اعیان کفر نے اپنی روش نہیں بدلی تو مولوی نے بھی اپنے اکابر' اسلاف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے نام لیواؤں کے طرز عمل سے ذرہ بھر پیچھے ہٹنے کو برداشت نہیں کیا' اگر اعیان کفر دین و مذہب' اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف زہر اگلنے کو اپنی کامیابی سمجھتے آئے ہیں تو مولوی بھی اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دین' مذہب' ملت' اسلام اور اسلامی اقدار کی پاسداری میں گالیاں کھا کر بھی کبھی بدمزہ نہیں ہوا۔

روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب نذیر ناجی صاحب کے اس حقیقت پسندانہ مگر غیر اختیاری اعتراف پر ہمیں بے حد خوشی اور مسرت ہے کہ مولوی اور مذہب پرست طبقہ اپنی مساعی میں سو فیصد کامیاب و کامران ہے اور اس قدر مخالفت و عداوت کے باوجود آج بھی مولوی ایسا با اثر اور وسائل سے عاری مٹھی بھر اس کی جماعت آج بھی ایسی طاقتور ہے کہ ناجی صاحب یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے:

''سوشلزم کے نام پر ووٹ لینے والے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے پہلی مرتبہ مذہب کی بنیاد پر ایک گروہ کو بنیادی شہری حقوق سے محروم کرنے والی آئینی ترمیم منظور کی۔'' (روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۲۹/مئی ۲۰۰۷ء' ادارتی صفحہ)

قطع نظر اس کے کہ اس آئینی ترمیم سے کسی جماعت یا گروہ کو شہری حقوق سے محروم کیا گیا ہے یا نہیں؟ بہر حال موصوف کے اس ارشاد سے اتنا واضح ہو جاتا ہے کہ یہ آئینی ترمیم مولوی کی قوت اور اس کے دباؤ سے منظور ہوئی تھی۔

تاہم یہ بات بھی موصوف کے پیش نظر رہنی چاہئے کہ اگر وہ مسلمان ہیں یا ان کو قرآن و سنت سے کوئی علاقہ اور تعلق ہے' تو ان کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے' وہ کافر و غیر مسلم ہے' اس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

اب اگر کوئی شخص قرآن و حدیث کے خلاف دعویٰ نبوت کرے اور اپنے تئیں نعوذ باللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل و برتر کہے' اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلے' قرآن و سنت' اسلامی اقدار اور شعائر اسلام کا مذاق اڑائے' بتلایا جائے اس کو اور اس کے ماننے والوں کو اس غلیظ اور گھناؤنے کردار سے روکنا بھی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے؟

اگر یہ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے تو بتلایا جائے کہ امت مسلمہ کے بھی کوئی حقوق ہیں یا نہیں؟ کیا مسلمانوں کے سامنے ان کی مقدس شخصیت کی توہین وتنقیص کرنا' ان کو گالیاں دینا' ان کو برا بھلا کہنا' ان کو حرامی' ولد الزنا کہنا' ان کے مردوں کو جنگل کے سور اور ان کی خواتین کو کتیاں کہنا' بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں؟ اگر نہیں تو بتلایا جائے کہ بنیادی انسانی حقوق صرف انگریزوں' ان کے غلاموں اور ان کے نمک خواروں کے ہیں؟

کیا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور امت مسلمہ کے کسی قسم کے کوئی بنیادی حقوق نہیں؟ اگر خدانخواستہ کوئی شخص بانی پاکستان جناب محمد علی جناح کو گالیاں دیتا ہو اور ان کی گستاخی کرتا ہو اور حکومت وقانون اس کے خلاف حرکت میں آئے تو جناب ناجی صاحب ہی فرمائیں کہ آنجناب ایسے شخص کے حق میں اور حکومت وقانون کے خلاف بھی اپنی زبان وقلم کو حرکت دیں گے؟ اور یہ فرمائیں گے کہ یہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے؟ یا یہ مذہب پرستی اور شدت پسندی ہے؟

ناجی صاحب! اگر آپ مسلمان ہیں' تو آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا نہیں' بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل وترجمان کا کردار ادا کرنا چاہئے اور اگر خدانخواستہ آپ اسلام سے باغی ہیں اور دین ومذہب سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے' تب بھی عقل وشعور کا تقاضا ہے کہ آپ حقائق کا اعتراف کریں' کیونکہ بنیادی انسانی حقوق کی ایک حد ہے' بلاشبہ اس حد تک ہر انسان کو ان میں آزادی کا حق حاصل ہے' لیکن جہاں کسی کی آزادی سے دوسرے کی آزادی میں خلل واقع ہونے لگے' یا اس کے حقوق پامال ہونے لگیں تو وہاں اس پر پابندی لگانا عین عدل وانصاف ہے۔ مثلاً اپنے گھر میں آپ کو آزادی حاصل ہے' آپ جو چاہیں کریں' لیکن اگر آپ باہر نکل کر ننگے ناچنا چاہیں یا کسی کو گالیاں دینا چاہیں تو مہذب دنیا کا کوئی فرد اس کو برداشت نہیں کرے گا۔

بہرحال ناجی صاحب! دنیا اور دنیا کے مفادات ایک نہ ایک دن ختم ہو جائیں گے اور ہمیں زندگی بھر کے لمحہ لمحہ کا حساب دینا ہوگا' ہماری زبان وقلم سے جو کچھ نکلا ہے' ہمیں اس کا بھی حساب دینا ہوگا' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری یہ تحریریں ہمارے گلے کا طوق ثابت ہوں اور ہمیں بھی ان لوگوں کی ہمنوائی میں ان کے ساتھ کر دیا جائے جو آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی تھے یا ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

محمد ﷺ کی تلوار

یوری آونیری ایک اسرائیلی یہودی دانشور اور صحافی ہیں' وہ اسرائیلی پارلیمنٹ کے رکن بھی رہ چکے ہیں' درج ذیل مضمون میں انہوں نے اسلام تلوار سے پھیلایا گیا ہے کے الزام کا بڑے دلچسپ انداز میں جواب دیا ہے' ان کے اس مضمون کی خاص اہمیت کی وجہ سے ایک یہودی کے قلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے علاوہ یہ خاص بات ہے کہ عیسائی دنیا کو خصوصاً کیتھولک پوپ کو ان کی ماضی کی تاریخ کا آئینہ دکھایا گیا ہے۔ (ادارہ)

ایک زمانہ تھا کہ سلاطین روما عیسائیوں کو "جرم مسیحیت" کی پاداش میں درندوں کے سامنے ڈلوا کر دلدوز مناظر سے تفریح طبع کا کام کیا کرتے تھے' اس وقت سے اب تک چرچ اور حکومتوں کے درمیان تعلقات نشیب و افراز کے مختلف مرحلوں سے گزرے ہیں۔

۳۰۶ء میں یعنی آج سے پوری ۱۷ صدی پہلے قسطنطین اعظم نے اپنی حدود سلطنت میں عیسائیت کو فروغ دیا' اس وقت فلسطین روما کا ایک حصہ ہوتا تھا' اس تاریخی موڑ کے کئی صدیوں بعد چرچ دو حصوں یعنی مغرب کے کیتھولک اور مشرقی علاقوں کے آرتھوڈاکس چرچ میں تقسیم ہوگیا' مغرب میں رومن چرچ کے بشپ نے جو اپنے آپ کو پوپ کہلاتا تھا مطالبہ کیا کہ حکومت اس کی تابعداری قبول کرے۔

تاریخ گواہ ہے سلاطین اور پوپوں کے درمیان کشمکش نے یورپ کے لوگوں میں تفریق پیدا کی ہے' ان کو بانٹ کر رکھا ہے' یورپ کی تاریخ کی تشکیل میں اس کشمکش کا مرکزی کردار رہا ہے' یہ داستان تاریخی نشیب و فراز سے گزرتی رہی ہے' کبھی بادشاہ پوپ کو نکال باہر کرتا اور کبھی پوپ بادشاہ کا حقہ پانی بند کر دیتا یا اس کو معزول کر دیتا' ایک بادشاہ تو بے چارہ مضحکہ خیز حد تک قابل ہمدردی رہا' ہنری چہارم کو کلیب تک ننگے پیر پیدل جانا پڑا' جہاں وہ پوپ کے قلعے کے باہر' برف باری کے درمیان ننگے پاؤں عاجزی کرتا رہا' تین دن کے بعد پوپ نے اس کا "حقہ پانی کھولنا" مناسب سمجھا۔

اس تاریخ میں ایسے دور بھی آتے رہے ہیں' جب بادشاہت اور چرچ کے درمیان صلح و تعاون بھی ہوا' ہم اس وقت ایسے ہی ایک دور میں جی رہے ہیں' آج کے پوپ بینڈ یکٹ شانزدہم اور آج کے بادشاہ جارج بش دوم کے درمیان ایسی ایک عجیب و غریب اور "شاندار" ساز باز ہے' ایک طرف پوپ کا خطبہ ہے تو دوسری طرف تہذیبوں کے تصادم کے ماحول میں بش کی "اسلامی فاشزم" کے خلاف "صلیبی جنگ" (Crusade) بھی ہے۔

پوپ نے اپنے مشہور زمانہ لیکچر میں یہ دعویٰ کیا کہ (ان کے نزدیک) اسلام اور عیسائیت میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ عیسائیت عقل و منطق

یوری آونیری

(Reason) پر مبنی ہے' اور اسلام اس کا منکر و مخالف' عیسائی خدا کے کاموں کی حکمت و معقولیت جانتے ہیں اور مسلمان اس کے منکر ہیں کہ اللہ کے افعال میں ایسی کوئی معقولیت پائی جاتی ہے۔

میں ایک لادین یہودی ہونے کی حیثیت سے اس غل غپاڑے میں پڑنا نہیں چاہتا' یہ میری محدود صلاحیتوں کی بساط سے باہر ہے کہ پوپ کی اس منطق کو سمجھ سکوں۔ لیکن پوپ کے خطبہ کا ایک حصہ ایسا ضرور تھا جس کو میں نظر انداز نہیں کر سکتا' میں ایک یہودی ہوں اور "تہذیبوں کے تصادم" کے کارزار کے پاس ہی رہتا ہوں' یہ حصہ مجھ سے متعلق بھی ہے' اسلام کی "عقل بیزاری" کو ثابت کرنے کے لئے پوپ نے یہ بھی کہا ہے کہ محمد نے اپنے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے مذہب کو تلوار کی دھار سے پھیلائیں' پوپ کے نزدیک یہ "مخالف عقل و منطق" (Unresonalble) ہے' تلوار سے جسم مطیع ہو جاتا ہے روح و عقل نہیں جھکتے۔

پوپ نے اپنے دعویٰ کو مضبوط کرنے کے لئے سب کچھ چھوڑ کر ایک بیزنطینی بادشاہ کے قول سے استدلال کیا ہے' جس کا تعلق ان کے حریف و مخالف مشرقی چرچ سے تھا' اس کی حکمرانی کا دور چودھویں صدی عیسوی کا آخری زمانہ تھا' شاہ مینوئیل دوم پیلیولوگس کی طرف منسوب ہے کہ اس نے ایک نامعلوم ایرانی مسلمان دانشور سے ایک گرما گرم بحث میں کہا: "مجھے دکھاؤ محمد نے کیا نئی بات کہی ہے' تم کو ان کے یہاں صرف بدی اور غیر انسانی چیزیں ہی ملیں گی' مثلاً ان کا حکم کہ ان کا مذہب تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے۔"

یہاں تین سوالات اٹھتے ہیں:

۱:...... مینوئیل دوم نے یہ بات کیوں کی؟

۲:...... کیا اس نے واقعی ایسا کہا تھا؟

۳:...... پوپ نے اس کو اس وقت کیوں نقل کیا؟

جس وقت مینوئیل دوم نے اپنی یہ تحریر لکھی تھی وہ اس وقت ایک دم توڑتی سلطنت کا سربراہ تھا' وہ ۱۳۹۱ء میں تخت نشین ہوا' عظیم سلطنت روما کے صرف چند صوبے ہی اس وقت اس کے پاس بچے تھے' اور اس بچے کھچے پر بھی "عثمانی خطرہ" منڈلا رہا تھا' عثمانی ترکوں نے نہر ڈانوبے کے ساحلوں تک اپنے پرچم

لبرا دیئے تھے بلغاریہ اور شمالی یونان ان کے زیر تسلط آچکے تھے مشرقی رومن سلطنت کو بچانے کے لئے دوبارہ یورپ کی فوجیں آئیں مگر عثمانی سیلاب کے آگے کوئی باندھ رکتا نہیں تھا مینوئیل کی موت کے بس چند برس بعد کی بات ہے کہ قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) ترک گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج رہا تھا یہ ٹاپیں ایک عظیم سلطنت کی زائد از ہزار سالہ تاریخ کے اختتام کا اعلان تھیں۔

مدد حاصل کرنے کے لئے اپنے عہد حکومت میں مینوئیل نے یورپ کی راجدھانیوں کے بڑے چکر کاٹے اس نے چرچ کو ایک مرتبہ پھر متحد کرنے کا وعدہ کیا کوئی شبہ نہیں کہ اس نے اپنی یہ مذہبی تحریر اس لئے لکھی ہوگی کہ وہ عیسائی ممالک کو عثمانی ترکوں کے خلاف بھڑکا کر اپنے دفاع کا سامان کرے مقصد خود غرضانہ تھا مذہب سیاست کے لئے استعمال کیا جارہا تھا۔

اس پس منظر میں یہ اقتباس جس لئے اس وقت لکھا گیا تھا اسی مقصد کے تحت اس وقت نقل کیا گیا تھا موجودہ دور کے بادشاہ (Emperor) بش کی مدد ہی اس کا اصل مقصد ہے جو عیسائی دنیا کو "بدی کے محور" (مسلمانوں) کے خلاف متحد کرنے میں جی جان سے لگا ہوا ہے اور ہاں اس وقت (اگرچہ پرامن طور پر مگر ایک مرتبہ پھر) ترک یورپ کے دروازوں پر داخلے کے لئے دستک دے رہے ہیں۔

کیا مینوئیل کی بات میں سچائی کا کوئی حصہ ہے؟

خود پوپ کو اندازہ تھا کہ وہ کچھ غلط کہہ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قرآن..........میں صاف طور پر کہا گیا ہے: "مذہب کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔" (پوپ کی سنگین غلطی یہ آیت ۲۵۶ نہیں ۲۵۷ ہے)۔

پھر قرآن کریم کی ایسی صاف بات کیسے نظر انداز کی جاسکتی ہے؟ پوپ کو لگا کہ اتنی صاف اور غیر مبہم آیت کے موجود ہوتے ہوئے ان کی بات مضحکہ خیز نہ بن جائے اس لئے انہوں نے یہ تاویل کی کہ یہ آیت اس وقت کی ہے جب محمد کمزور تھے بعد میں انہوں نے تلوار کے زور سے تبلیغ کرنے اور لوگوں کو مسلمان بنانے کے احکام دیئے تھے۔

مگر ذرا رکئے! قرآن کریم میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے ہاں محمد نے اپنے مخالف قبائل یہودیوں عیسائیوں اور عرب کی دیگر جماعتوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا تھا جب وہ اپنی ریاست قائم کررہے تھے مگر اس کا مقصد بزور تلوار اسلام پھیلانا نہیں تھا۔

مسیح کہتے ہیں کہ: "پیڑ اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" آیئے دیکھیں اسلام کے پیڑ نے جو مسلمان پیدا کئے کیا انہوں نے تلوار کے زور سے اپنی مفتوح قوموں سے اسلام قبول کروایا؟ جب وہ طاقت کے اعتبار سے اس پوزیشن میں تھے کہ وہ تلوار کے زور سے اپنی مرضی مسلط کرسکیں تو کیا اس وقت انہوں نے زبردستی اپنا مذہب پھیلایا؟

یقیناً اور بلاشبہ انہوں نے ایسا کبھی نہیں کیا مسلمانوں کی تاریخ اس جرم سے پاک ہے مسلمانوں نے صدیوں یونان پر حکومت کی کیا یونانی سب کے سب مسلمان ہوگئے؟ کیا کسی نے ان کو مسلمان بنانے کی کوشش بھی کی؟ بلکہ اس کے بالکل برخلاف عیسائی یونانیوں کو عثمانی حکومت میں بڑے بڑے عہدوں سے نوازا گیا بلغاریہ ہنگری سربیا رومانیہ اور یورپ کی دوسری قومیں ترکوں کے زیر اقتدار رہیں اور وہ اپنی عیسائیت پر برقرار رہیں کسی نے ان کو اسلام پر مجبور کیا؟ اگر بوسنیا اور البانیہ کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تو سب جانتے ہیں کہ ان کا اپنا آزادانہ قومی انتخاب تھا۔

۱۰۹۹ء میں صلیبیوں نے یروشلم فتح کیا اور اس کے مسلمانوں اور یہودیوں کا قتل عام کیا اس سے پہلے فلسطین چارسو سال مسلمانوں کے قبضے میں رہ چکا تھا مگر اس کی اکثریت عیسائی باقی رہی ان چار صدیوں میں ان پر اسلام مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی گئی صلیبیوں کے وہاں سے نکالے جانے کے بعد وہاں کی اکثریت نے اسلام قبول کیا۔

اسی طرح کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ یہودیوں پر اسلام تھوپا گیا ہو سب جانتے ہیں کہ مسلم اسپین میں یہودیوں کو جو عروج نصیب ہوا وہ تقریباً حالیہ دور تک ان کو کہیں نہیں حاصل ہوا یہودا اور ہاوی جیسے یہودی شاعروں نے عربی میں اپنے فن کے شگوفے کھلائے اسلامی اسپین میں یہودی وزیر بھی تھے سائنٹسٹ بھی تھے اور شاعر بھی مسلم طلیطلہ میں عیسائی یہودی اور مسلمان دانشوروں نے مل کر قدیم یونانی فلسفے اور سائنس کی کتابوں کا عربی ترجمہ کیا وہ انسانی تہذیب کا یقیناً سنہرا دور تھا کیا ایسا ہوسکتا تھا؟ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "اسلام کو تلوار سے پھیلانے" اور غیر مسلم کو تلوار کی نوک پر رکھنے کی تعلیم دی ہوتی۔

دوسری طرف عیسائی دنیا کا کیا حال رہا ہے وہ تو مزید اس قابل ہے کہ اس کو کہا جائے اور سنایا جائے عیسائیوں نے جب اسپین کو دوبارہ فتح کیا تو انہوں نے مذہبی دہشت گردی کی حکومت قائم کی سنگدلانہ معاملے نے یہودیوں اور مسلمانوں کے سامنے صرف تین راستے رکھے تھے یا عیسائی ہوجائیں یا سب ذبح کردیئے جائیں یا ملک چھوڑدیں جن لاکھوں یہودیوں نے اپنا مذہب چھوڑنے سے انکار کیا وہ کہاں گئے؟ انہوں نے ہجرت کی اور ان کو مسلم ملکوں میں کھلے دل سے خوش آمدید کہا گیا۔

(Shephardi) (اسپینی) یہودی مغرب میں مراکش سے لے کر مشرق میں عراق تک اور شمال میں بلغاریہ سے لے کر جو اس وقت عثمانی سلطنت کا حال تھا جنوب میں سوڈان تک کے لئے مسلم علاقوں میں بس گئے کہیں ان پر مذہبی جبر نہیں ہوا ان کو کہیں

نسل کشی، اجتماعی ہجرت، مذہبی جبر اور قتل و خونریزی جیسی ان چیزوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا، جن کا سامنا ان کو تقریباً ہر عیسائی ملک میں کرنا پڑا، ہولوکاسٹ تو اس سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ کیوں؟ اس لئے کہ قرآن کریم کھل کر اہل کتاب کے ساتھ اچھے سلوک کی تعلیم دیتا ہے، ہر ایماندار یہودی جو اپنی قوم کی تاریخ سے واقف ہے وہ اپنے آپ کو دل کے خلوص کے ساتھ اسلام کا احسان مند مانے گا، جس اسلام نے یہودیوں کو پچاس نسلوں تک تحفظ دیا، جب کہ عیسائی دنیا نے ان پر لگاتار ظلم کیا اور ایذا رسانی کے تحت رکھا اور بارہا کوشش کی کہ ان کو ''تلوار کے ذریعہ'' اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کردیں۔

بہرحال ''اسلام کا تلوار سے پھیلنا'' ایک بدترین افسانہ ہے، جو ان جھوٹی داستانوں میں سے ہے جو یورپ نے مسلمانوں کے ساتھ جنگوں کے زمانے میں گھڑی تھیں۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ پوپ نے یہ نامعقول بات کیوں دہرائی؟

اس کا بس ایک ہی سبب ہے اور کچھ نہیں، اس کو بش اور ان کے ایوانجیلسٹ حامیوں کی اسلام کے خلاف ''صلیبی جنگ'' کے تناظر میں دیکھا جاسکتا ہے، بش کے آقاؤں کو دنیا کے تیل کے ذخیروں پر قبضہ کرنے کی بے حیا کوششوں کو جواز فراہم کرنے کے لئے کچھ بہانوں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت پوپ پوری کررہا ہے۔

تاریخ میں ایسا پہلی بار نہیں ہورہا ہے کہ طمع و لالچ کے ننگے شیطانوں کو مذہبی چوغے پہنائے جارہے ہیں اور ان کی عریاں ہوس ناکیوں پر تقدس کی مالائیں ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے، ایسا پہلی بار نہیں ہورہا ہے کہ ڈاکوؤں کے شب خون کو مقدس جنگ قرار دیا جارہا ہے۔

☆......☆......☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت

مولانا محمد یونس پالن پوری مدظلہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتلاؤں جو نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید لیکن ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا اونچا مقام ملے گا کہ قیامت کے دن نبی اور شہید بھی انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے اور وہ نور کے خاص منبروں پر ہوں گے اور پہچانے جائیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کا محبوب بناتے ہیں اور لوگوں کے خیرخواہ بن کر زمین پر پھرتے ہیں، میں نے عرض کیا یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کا محبوب بنائیں، لیکن یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ اللہ کے بندوں کو ان کاموں کا حکم دیں گے جو کام اللہ کو محبوب اور پسند ہیں اور ان کاموں سے روکیں گے جو اللہ کو پسند نہیں ہیں، وہ بندے جب ان کی بات مان کر اللہ کے پسندیدہ کام کرنے لگ جائیں تو یہ بندے اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔'' (حیاۃ الصحابہؓ ج:۲، ص:۸۰۵)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک لوگوں کے اعمال کے سردار ہیں، ان دونوں کو کب چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں وہ خرابیاں پیدا ہوجائیں گی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی تھیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بنی اسرائیل میں کیا خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے نیک لوگ دنیا کی وجہ سے فاجر لوگوں کے سامنے دینی معاملات میں نرمی برتنے لگیں اور دینی علم بدترین لوگوں میں آجائے اور بادشاہت چھوٹوں کے ہاتھ لگ جائے تو پھر اس وقت تم زبردست فتنہ میں مبتلا ہوجاؤ گے، تم فتنوں کی طرف چلو گے اور فتنے بار بار تمہاری طرف آئیں گے۔'' (حیاۃ الصحابہؓ ج:۲، ص:۸۰۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے رب کی طرف سے ایک واضح راستہ پر رہو گے جب تک تم میں دو نشے ظاہر نہ ہوجائیں، ایک جہالت کا نشہ، دوسرا زندگی کی محبت کا نشہ۔ اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہوگے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہوگے لیکن جب دنیا کی محبت تم میں ظاہر ہوجائے گی تو پھر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرسکو گے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد نہ کرسکو گے، اس زمانے میں قرآن اور حدیث کو بیان کرنے والوں ان مہاجرین اور انصار کی طرح ہوں گے جو شروع میں اسلام لائے تھے۔''

(حیاۃ الصحابہؓ ج:۲، ص:۸۰۵)

(مرسلہ: مولانا قاضی احسان احمد، از بھیرے موتی)

مغرب اور اسلام

مفاہمت کے امکانات

ڈاکٹر مسعود عالم قاسمی

جب ہم مغربی فکر اور مغربی دنیا سے مفاہمت کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں یہ حقیقت واضح رہنی چاہئے کہ مغرب صرف ایک جغرافیائی خطہ اور علاقہ کا نام نہیں ہے جو مشرقی دنیا کے متوازن اپنا مستقل ارضی وجود رکھتا ہے بلکہ مغرب ایک ایسی فکر' معاشی اور سیاسی تہذیب وتمدن کا نام ہے جو دوسری قوموں اور تہذیبوں کے مقابلہ میں اپنی نمایاں برتری اور تعلّی کا اظہار کرتا ہے' ان کو حقیر سمجھتا ہے اور ان کے حقوق اور مفادات کو نظر انداز کرتا ہے بلکہ اس حد تک خود سری میں مبتلا ہے کہ مغربی تہذیب بالخصوص امریکی تمدن کی ترقی پر تاریخ کے خاتمہ کا اعلان کرتا ہے۔

مغرب اپنے لاشعور میں اگرچہ مذہب کا حوالہ رکھتا ہے اور کبھی کبھی خدا پرستی کا اظہار بھی کرتا ہے' مگر اساسی طور پر وہ مادہ پرستی پر مبنی ایک سرمایہ دارانہ فلسفہ حیات ہے' جس میں روحانیت اور خدا پرستی کا مقام نہیں اور مذہب کی رہنمائی قابل قبول نہیں ہے' انسان کی ذاتی زندگی کے تنگ دائرہ میں تو اس کا گزر ہو سکتا ہے مگر اجتماعی' معاشی اور سیاسی زندگی میں اس کا رول گوارا نہیں' وہ پوری قوت کے ساتھ قیصر اور خدا کے حدود میں فرق و فاصلہ کی وکالت کرتا ہے اور انسانی زندگی کو نجی اور سماجی یا مذہبی اور سیاسی دو خانوں میں تقسیم کرنے پر اصرار کرتا ہے۔

مغرب نے مادی' عسکری اور سیاسی لحاظ سے مشرقی دنیا کے مقابلہ میں نمایاں برتری حاصل کی ہے' مگر خدا پرستی کے تقاضوں کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ان گنت تضادات کا شکار ہو چکی ہے' تعداد کے لحاظ سے بڑے مذہب عیسائیت کا مسکن ہونے کے باوجود مغرب نے مذہب کو حاشیہ نشینی اور غبار کارواں سے زیادہ مقام نہیں دیا ہے' نتیجہ یہ ہے کہ فکر کا تضاد اور روح کا فساد مغربی تہذیب کو اندر سے کھوکھلا کر چکا ہے اور مغرب کی ساری صناعی جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری بن کر رہ گئی ہے۔

مغربی دنیا نے آزادی فکر' جمہوریت اور انسانی حقوق کے تحفظ کو اپنے نظام میں کلیدی حیثیت دینے کا اعلان کیا ہے اور پوری دنیا میں ان قدروں کو فروغ دینے پر زور دیا ہے' اقوام متحدہ کی دفعات میں ان کو جلی حرفوں میں لکھا ہے اور تیسری دنیا کو ان نعروں سے متاثر اور مرعوب کیا ہے' مگر یہ ساری مراعات صرف مغربی باشندوں کے لئے ہیں' مغرب جب آزادی کی بات کرتا ہے تو فلسطین اور چیچنیا کی جدوجہد آزادی اور خودمختاری کو پوری قوت سے دباتا ہے' جب وہ جمہوریت کی بات کرتا ہے تو الجیریا اور عرب ممالک میں جمہوریت کو اپنے مفادات کے خلاف سمجھتا ہے' جب وہ مساوات کی بات کرتا تو عورت اور مرد کو مساوی دیکھنا چاہتا ہے' کالے اور گورے کی مساوات اسے پسند نہیں' جب وہ جوہری توانائی پر کنٹرول کی بات کرتا ہے تو ایران کا جوہری پروگرام اس کا نشانہ ہوتا ہے' اسرائیل کا نہیں' جب وہ انسانی حقوق کا نعرہ لگاتا ہے تو اسے صرف مغربی باشندوں کا حق یاد رہتا ہے' عراق اور افغانستان کے معصوم انسانوں کا نہیں' شخصی آزادی کے نام پر لڑکیوں کا برہنہ رہنا اسے پسند ہے' مگر باپردہ رہنا قابل قبول نہیں' ان جیسے بے شمار تضادات نے مغرب کے ان دلکش نعروں کو بے معنی اور باقی دنیا کے سامنے خود مغرب کو برہنہ اور بے آبرو کر دیا ہے' یہی وجہ ہے کہ مغرب کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں' مغربی قوت اور تہذیب کو تیسری دنیا کے لئے مہلک خطرہ سمجھا جا رہا ہے۔

خاص طور پر مسلم دنیا کے سلسلے میں مغرب کا رویہ تاریخی طور پر تعصب اور عناد اور ظلم و جابریت پر مبنی رہا' مغربی استعمار نے مسلمانوں کے تاریخی ممالک افغانستان اور عراق کو ناحق مسمار کیا ہے' عراق کے سات لاکھ مسلمانوں کا خون اس کی گردن پر ہے' جس کے اہداف یہ رہے ہیں:

۱:...... اسلام کے خلاف شبہات اور الزامات کا انبار لگایا جائے۔

۲:...... اسلام کے اثرات کو بڑھنے سے روکا جائے۔

۳:...... مسلمانوں کی مذہبی اور تہذیبی شناخت کو ختم کیا جائے۔

۴:...... پیغمبر اسلام کی شخصیت اور سیرت کو مسخ کیا جائے۔

۵:...... قرآن کی تعلیم کی غلط تعبیر کر کے اسے

انسانیت: نف قرار دیا جائے۔

۶:...... مسلم حکومتوں کو قابو میں رکھا جائے۔

۷:...... مسلم تحریکات کو دہشت زدہ کیا جائے۔

۸:...... مسلم عوام کو خوف کے نفسیات میں مبتلا کیا جائے۔

۹:...... مسلم دنیا میں مغربی مفادات کو بہر صورت یقینی بنایا جائے۔

۱۰:...... مسلم معاشرے میں اباحیت اور انارکی پھیلائی جائے۔

۱۱:...... دینی مدارس اور جامعات کو دہشت گردی کے مراکز ثابت کیا جائے۔

مغرب دوسرے مذاہب اور تہذیبوں کے سلسلہ میں رواداری اور انصاف پسندی کا مظاہرہ تو کرسکتا ہے مگر اسلام کے معاملہ میں وہ کسی رواداری اور انصاف پسندی سے کام لینے کا بظاہر قائل نہیں ہے۔

مغربی دنیا کے محرم راز اور عظیم دانشور لیو پولڈ (علامہ اسد) نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے سلسلہ میں مغرب کا طرز عمل بیان کرتے ہوئے لکھا تھا:

”یورپینوں کا رویہ اسلام کے بارے میں اور صرف اسلام ہی کے بارے میں دوسرے مذاہب اور تمدن کے مقابلے میں بے تعلقی اور ناپسندیدگی کا ہی نہیں بلکہ گہری اور تقریباً جنونی نفرت پر مبنی ہے' یہ محض ذہنی نہیں بلکہ اس پر شدید جذباتی رنگ بھی موجود ہے' یورپ' بدھ مت اور ہندو فلسفیوں کی تعلیمات کو قبول کرسکتا ہے اور ان مذہبوں کے متعلق ہمیشہ متوازن اور مفکرانہ رویہ اختیار کرسکتا ہے' مگر جیسے ہی اسلام اس کے سامنے آتا ہے' اس کا توازن بگڑ جاتا ہے اور جذباتی تعصب آجاتا ہے' بڑے بڑے یورپین مستشرق بھی اسلام کے متعلق لکھتے ہوئے غیر معقول جانبداری کے مرتکب ہوگئے ہیں' ان کی تحقیقاتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ساتھ سائنٹفک تحقیقات کی حیثیت سے سلوک نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ سلوک کیا جاسکتا ہے جیسے کوئی ملزم عدالت کے سامنے کھڑا ہو۔“

(”اسلام دوراہے پر“ ص:۴۹' از علامہ اسد)

اشتراکیت کے زوال کے بعد مغربی دانشوروں کا اسلام کو خطرہ قرار دینا' امریکی صدر کا اسلام کا فیشزم سے جوڑنا' ڈینش اخبار کا رسول پاک کی توہین پر مبنی کارٹون شائع کرنا' پوپ بینڈیکٹ کا محمد عربیؐ کی تعلیم کو غیر انسانی اور شیطانی قرار دینا' گوانتاناموبے قید خانہ کے لیٹرین میں قرآن کریم کو ڈالنا یہ سب مغربی دنیا کے لئے اس دلی بغض وعناد کے نمونے ہیں جو اسے وراثت میں ملے ہیں اور مسلم دنیا کے ردعمل میں ابال اور اشتعال کا موجب بنے ہیں۔

ان ساری منفی کوششوں کے باوجود مغربی دنیا میں پائے جانے والے اس احساس کا ادراک بھی ضروری ہے جو تہذیبوں میں مذاکرات اور ابراہیمی مذاہب کے تفاہم کی ضرورت پر زور دیتا ہے' یہ فکر یقینی طور پر سموئیل ہنگٹن کے تہذیبی تصادم کے نظریہ کا ایک مثبت جواب ہوسکتا ہے اور انسانی دنیا میں نفرت اور کدورت کی کثافت کو کم کرسکتا ہے۔

مغرب جب دوسری تہذیبوں سے مذاکرات کی بات کرتا ہے تو اس میں دو طرح کے طبقہ پائے جاتے ہیں:

۱:...... سیکولر طبقہ

۲:...... مذہبی طبقہ۔

سیکولر طبقہ تہذیبی مذاکرات میں انسان کی سماجی' معاشی اور سیاسی قدروں کے تفاہم پر زور دیتا ہے' اور مذہبی اقدار اور خدا کے رول کو نظر انداز کردیتا ہے' یا اس رول کو خود ساختہ اصولوں کا پابند بنانے کی خواہش کرتا ہے' جبکہ مذہبی طبقہ تہذیبی مذاکرات میں مذہبی اور اخلاقی اقدار اور اصول اور خدا کے رول کا اثبات کرتا ہے' مگر وہ آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گنجائش نہیں سمجھتے' چنانچہ پوپ بنڈیکٹ نے ایک طرف مذہبی ڈائیلاگ اور مذاکرات کی اہمیت پر زور دیا ہے تو دوسری طرف رسول پاک کی تعلیمات پر غیر انسانی اور شیطانی ہونے کا الزام بھی لگایا ہے' یہ رویہ ”کرٹ اینڈ اسٹک“ یعنی جانوروں کو ہانکنے کے لئے آگے سے چارہ پیچھے سے ڈنڈا' کا مصداق بن گیا ہے۔

امت مسلمہ کو منافرت اور مذاکرات کے دونوں پس منظر کو سامنے رکھ کر اپنا مثبت رویہ پیش کرنا چاہئے اور اسلام اور مغربی دنیا کے درمیان ناواقفیت اور غلط فہمی کی جو خلیج حائل ہوگئی ہے' اسے پاٹنے کی معقول اور مربوط کوشش کرنی چاہئے۔ معتدل اور متوازن طرز عمل مغرب پر اثر انداز ہونے میں معاون بن سکتا ہے یا اس خلیج کو کم کرسکتا ہے' اسلامی دنیا پر مغرب کی استعماریت اور اسلامی تہذیب و ثقافت پر مغرب کی یلغار اور پھر مغرب کی تہذیبی مذاکرات کی پیشکش پر غور کرتے وقت مسلمانوں کو یہ نقطہ ضرور سامنے رکھنا چاہئے کہ ظلم وتشدد اور تباہ کاری کا ارتکاب مغربی حکومت نے کیا ہے' عوام نے نہیں۔ اس لئے ہمیں حکومت اور عوام کے فرق کو سمجھنا ہوگا' مغرب کی عوام کم و بیش اسی طرح لاتعلق ہیں' جس طرح مسلم دنیا کی عوام ہیں' یہی وجہ ہے کہ عراق پر جب امریکا اور برطانیہ نے جارحانہ حملے کئے تو اس کے خلاف مسلم دنیا سے زیادہ مغربی دنیا میں مظاہرے ہوئے اور ردعمل کا اظہار کیا گیا' یہاں تک کہ میڈیا کنٹرول اور پاور انڈسٹری کے مصنف

پروفیسر ٹاٹوم' چوسکی اور ان جیسے دوسرے مصنفوں نے پوری دنیا کے سامنے مغربی حکمرانوں بالخصوص امریکی صدر کے دہشت گردانہ عزائم کو بے نقاب کیا اور مہذب دنیا کے لئے اسے خطرہ قرار دیا' مغرب میں آزادیٔ فکر' کھلا دین اور وسعت نظری مشرقی دنیا کے مقابلہ میں زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے' اس کا نہ صرف اعتراف ہونا چاہئے' بلکہ مسلمانوں کو اپنے مذہبی اور تہذیبی پیغام کی ترسیل اور تفہیم میں اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے' یوں تو مغربی دنیا عیسائیت کو سیاسی نظام سے خارج کرچکی ہے مگر اس کی مذہبی اور ثقافتی شناخت کا حوالہ عیسائیت ہی ہے اور ہر سماج کی طرح وہاں بھی ایسے عناصر پائے جاتے ہیں جو اسلامی نقطۂ نظر کی مقبولیت اور اسلامی نظام زندگی کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ جب سلیقہ سے ان کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں تو اسے قبول بھی کرلیتے ہیں۔

نائن الیون کے بعد مغربی حکومتوں نے مسلمانوں پر شکنجہ کس دیا' مگر اپنے گھروں میں اسلام کے داخلہ کو روک نہ سکیں۔ مغربی سماج میں اسلام کو سمجھنے کی کوشش اسی طرح ہو رہی ہے جس طرح پیاسا پانی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے' مشرقی ممالک کے مقابلہ میں مغرب میں اسلام کی اشاعت کے امکانات زیادہ روشن ہیں' چنانچہ ڈیوڈ سیل بور نے اپنی کتاب:
(The Lossing Battle With Islam)
میں اسلام کو شکست دینے کے خیال کی تردید نے متکلم دلائل فراہم کئے ہیں' مغرب گزیدہ ہونے کی تکلیف بجا' مگر اس صورتحال سے ہمیں چشم پوشی نہیں کرنی چاہئے اور معروضی طرز فکر اپنانا چاہئے' اسلام مسلمانوں کو حقیقت پسندی سے کام لینے کی تلقین کرتا ہے اور عیسائی دنیا کے ظالم اور غیر ظالم عناصر میں فرق وتمیز کرنے کی ہدایت کرتا ہے' قرآن پاک میں ظالم اور غیر ظالم کے فرق کے لحاظ سے مسلمانوں کو اپنا رویہ متعین کرنے کی اس طرح ہدایت کی گئی ہے:

"ولا تجادلوا اهل الكتاب
الا بالتي هي احسن الا الذين ظلموا
منهم" (سورۂ عنکبوت:۴۶)

اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو' مگر عمدہ طریقہ سے سوائے ان لوگوں سے جو ان میں سے ظالم ہوں یعنی ظالموں سے تو انتقامی اور سختی کا معاملہ کیا جاسکتا ہے' مگر عام لوگوں سے شریفانہ اور ہمدردانہ سلوک ہونا چاہئے' اور ان سے مباحثہ اور مذاکرہ اور مکالمہ میں شریفانہ لب ولہجہ اور حکیمانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے تاکہ مفاہمت کی راہیں مسدود نہ ہوں۔

حقیقت پسندی کے ساتھ عیسائی دنیا میں پائے جانے والے نیک اور خدا ترس عناصر کا اعتراف کرنا بھی قرآنی تعلیم کا حصہ ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور دعوت کی مخالفت عیسائیوں نے بھی کی تھی' مگر ان میں جو سماجی خوبیاں اور صالح عناصر موجود تھے' قرآن کریم نے ان کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے:

"ليسوا سواء من اهل
الكتاب امة قائمة يتلون آيات الله
آناء الليل وهم يسجدون۔"
(آل عمران:۶۳)

ترجمہ: "کہہ دیجئے کہ اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے' یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائیں۔"

اس مفاہمت اور مکالمہ کی ابتدائے اسلام جتنی ضرورت تھی' اتنی ہی ضرورت آج بھی ہے' اس وقت جب کہ مغربی دنیا میں تہذیبی تصادم کی جگہ تہذیبی مذاکرات کا رجحان محدود پیمانہ پر ابھرا ہے' ہمیں قرآن کریم کی صدائے بازگشت کی طرح اسے قبول کرنا چاہئے اور اپنے مذہبی اور تہذیبی موقف کی وضاحت اور اس کی تفہیم عقل و بصیرت حکمت اور شرافت سے کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اگر مغربی عوام کے سامنے اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کا موقف حکمت ومقبولیت کے ساتھ پیش کیا جائے گا تو اس کو سننے والے اور اس پر غور کرنے والے اسلام کے خلاف اپنے جذبات اور خیالات پر نظر ثانی کرسکیں گے۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال برطانیہ میں حال ہی میں موضوع بحث بنے والا مسئلہ حجاب ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ جیک اسٹرا نے جب مسئلہ خواتین کے حجاب استعمال کرنے پر پابندی کی بات کہی تو اسی حکومت میں خواتین کے امور کی وزیر رتھ کیلی نے یہ کہہ کر مسلمان خواتین کا ساتھ دیا کہ برطانیہ میں مسلم خواتین کو حجاب استعمال کرنے کی آزادی ملنی چاہئے۔ حالانکہ یہ خاتون وزیر اس سے پہلے حجاب کی شدید مخالف تھیں' تبدیلی فکر کی وجہ یہ تھی کہ بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین نے حجاب کے متعلق اپنا اسلامی موقف وضاحت اور بصیرت کے ساتھ ان کے سامنے رکھا اور وہ اس موقف کی معقولیت کی قائل ہوگئیں۔

یہ جزوی مثال اس بات کا اشارہ ہے کہ مفاہمت کے امکانات کھلے ہوئے ہیں' بند نہیں ہیں' یہ خود مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی قومی ترجیحات میں اسے کتنا مقام دیتے ہیں اور ان امکانات کو وقوع پذیر کرنے کے لئے کس طرح کی تدابیر کرتے ہیں۔

جہاں تک مغرب کی مادی' اقتصادی' سیاسی' عسکری' ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ کی برتری کا سوال

ہے اس کا بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے' مگر طاقت کا مقابلہ حکومت سے کرنا کمزور قوموں کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے' اسلام کے خلاف مغرب کا ردعمل سوچا سمجھا اور منصوبہ بند ہے' جب کہ مغرب کے خلاف مسلمانوں کا ردعمل محض جذباتی اور انتقامی ہے' مغرب اور مشرق کے مزاج کے اس فرق کو علامہ اقبالؒ نے بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے:

مشرقی سر دشمن کو کچل دیتے ہیں
مغربی اس کی طبیعت کو بدل دیتے ہیں

دوسری طرف المیہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب سے نفرت کے باوجود مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس کے رنگ میں رنگا ہوا ہے' مسلمان اگر اپنے ردعمل پر نظر ثانی کرے اور اسے مثبت اور منصوبہ بند بنانے کی کوشش کرے تو مغرب کی بدلیوں سے مشرق کا ہلال ضرور ابھر سکتا ہے۔

اس کے لئے ایک طرف تو مسلم حکومتوں کو مغرب پر انحصار کم کر کے خود مختاری اور جوہری توانائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے' تاکہ عالمی طاقت کا بگڑا ہوا توازن درست ہو سکے اور دوسری طرف مسلمانوں کو امت دعوہ کی شکل میں ابھرنے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ کے بندوں تک رحمت کا پیغام پہنچ سکے' اس کے ساتھ اپنی تہذیبی شناخت اور مذہبی شعار کے تحفظ کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے' بارہا ایسا ہوا ہے کہ عسکری اور سیاسی سطح پر غلبہ حاصل کرنے والی جماعت دفاعی لحاظ سے کمزور اور مفتوح جماعت کے عقیدہ اور تہذیب کی گرویدہ بن گئی ہے' بغداد پر تاتاریوں کا حملہ اور پھر ان کا قبول اسلام اس کی روشن مثال ہے۔

بقول علامہ اقبالؒ:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

جس طرح تاتاری حکمرانوں کو شیخ جمال الدین اور شیخ رشید الدین کی داعیانہ جرأت اور ایمانی فراست نے اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمرانوں سے اسلام کی اشاعت کا کام لیا' اسی طرح مسلمانوں کی دعوتی بصیرت اور مومنانہ فراست اہل مغرب کو اسلام کی حقانیت سے قریب لا سکتی ہے' اور اسی میں ان کو اپنی نجات نظر آ سکتی ہے' بشرطیکہ مسلمان جذباتی طوفان اٹھانے کے بجائے سنجیدگی سے اپنا دعوتی کردار انجام دینے کے لئے تیار ہو جائیں' اسی میں ان کی حیات جاودانی کا راز ہے:

مکاں فانی' مکیں فانی ازل تیرا ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو' جاوداں تو ہے

☆☆......☆☆

ختم نبوت وکلاء فورم کی سہ روزہ تربیتی نشست کا انعقاد

کراچی (پ ر) اسلام کی سربلندی' تحفظ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی پاسداری ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے' بحیثیت امت ہر دور میں مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی سے سرخرو ہوتے چلے آ رہے ہیں' بحمد اللہ! آج بھی مسلم امہ اس پلیٹ فارم پر متحد ہو کر کام کر رہی ہے۔ گزشتہ دنوں عدالت کے ایوانوں میں ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے توحید و سنت کے علمبردار وکلاء کے ایک پینل کے لئے سہ روزہ تربیتی نشست کا انعقاد ہوا' جس میں کافی تعداد میں نامور وکلاء نے شرکت کی اور نہایت دلچسپی کا اظہار کیا اور منعقد کورس میں اہمیت سے شرکت کی۔ اس سہ روزہ تربیتی نشست میں نامور علماء کرام اور پروفیسر حضرات کے نہایت علمی اور موضوع (رد قادیانیت) کی مناسبت سے عالمانہ اور فاضلانہ لیکچرز ہوئے' جس کو تمام شرکاء کورس نے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس پروگرام کو سراہا اور اس بات کا اظہار کیا کہ اس جیسی علمی مجالس گاہے بگاہے منعقد ہوتی رہنی چاہئیں تاکہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر مسلمان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا رہے اور وہ اپنے فیلڈ میں نعرۂ حق و صداقت بلند کرتے رہیں' تمام وکلاء نے اس بات کا عزم کیا کہ ہم عدالت کی سطح پر تحفظ ناموس رسالت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے' قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے ہم قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنائیں گے اور ان کی اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کو طشت از بام کریں گے۔ کورس میں درج ذیل وکلاء نے شرکت کی: شیر محمد ایڈووکیٹ' محمد یوسف ایڈووکیٹ' محمد خان ایڈووکیٹ' سید زاہد حسن ایڈووکیٹ' سکندر عادل خان ایڈووکیٹ' سمیع الرحمٰن ایڈووکیٹ' شفیق احمد خان ایڈووکیٹ' محمد ارشد آرائیں ایڈووکیٹ' نوید رشید ایڈووکیٹ' محمد نوید ایڈووکیٹ' محمد اسلام ایڈووکیٹ' چوہدری محمد نیئین ایڈووکیٹ' ارشد اقبال ہاشمی ایڈووکیٹ' افتخار علی خان ایڈووکیٹ' خالد نواز خان مروت ایڈووکیٹ' شمشیر عباس ایڈووکیٹ' منظور احمد میو' راجپوت ایڈووکیٹ' عباس علی عباسی ایڈووکیٹ' احسن بدر ایڈووکیٹ' اور محمد صابر ایڈووکیٹ۔ حق تعالیٰ ان حضرات کی کورس میں شرکت کو قبول فرمائے اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے ان کی خدمات کو قبول فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ ☆☆

مغرب اور جدیدیت

حجاب سے خائف کیوں؟

ایس ایچ خان نعمانی

مغربی دنیا میں حجاب پہننے پر سزا:

ایک تیرہ سالہ طالبہ ایملی جولوئس ایل بائی مونٹریال کینیڈا تعلیم حاصل کرتی تھی' اس کو ۱۳/ ستمبر ۱۹۹۴ء کو اسکول سے اس لئے نکال دیا گیا' کیونکہ وہ اسکول ڈریس کے ساتھ حجاب بھی پہنتی تھی' جو اسکول ڈریس کے ضابطے کے خلاف تصور کیا گیا' اس کے بعد ایک پندرہ سالہ طالبہ دانیا کو اسوجیار ریجنا گرلز کالج کیوبک کی انتظامیہ نے حکم دیا کہ اگر وہ حجاب پہننا نہیں چھوڑ سکتی تو وہ اس کالج کو چھوڑ کر کسی دوسرے کالج میں داخلہ لے سکتی ہے۔

مغرب کی مخالفت کی ظاہری وجوہات:

اس وقت باوجود ہر ممکنہ کوشش کے میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ مغربی دنیا کے لوگ ایک عورت کے سر پر کے معمولی سے کپڑے سے آخر کیوں خوف محسوس کرتے ہیں؟ اور ہر ممکنہ کوشش کرتے ہیں ان کے قرب و جوار اور معاشرہ میں حجاب پوش خواتین نظر نہ آئیں' کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی شدید مخالفت ان کی ناپسندیدگی کے اظہار کا واضح اعلان ہے' دوسرے سوچتے ہیں کہ یہ خواتین پر مردوں کی غلامی و حاکیت کا نشان ہے' اس لئے اس کی سخت ضرورت ہے کہ خواتین کو اس استحصال سے نجات دلائی جائے' کیونکہ جدید مغربی معاشرے میں عورتوں کی اس قسم کی غلامی ناقابل برداشت ہے۔

مخالفت کی حقیقی وجوہات:

مغربی دانشور جو حجاب پوش عورت کا مشاہدہ اس شکل میں کر رہے ہیں' وہ ان کے آزاد اور جمہوری کلچر کو اپنے اطاعت شعار طور و طریقہ و کمزوری کا مظاہرہ کر کے ان کے معاشرے کو زہر آلودہ کر رہی ہے' ان کی سوچ کے تناظر میں ہمیں یہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے کہ کیوبک کے اسکول بورڈ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ معاشرے سے اس کے ناپسندیدہ اثرات کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے سب ہی ممکن طریقوں میں یہی سب سے بہتر طریقہ ہے' ان کا خیال ہے کہ اس پر نخوت اور مغرور کلچر کو ابتدا ہی میں روکنے کے لئے ایسے موثر اقدام کئے جائیں تاکہ عوامی مقامات میں اس کا مشاہدہ ممکن نہ ہوسکے' اس طرح انہیں نظر انداز کرنے کے ان اثرات کو ختم کیا جاسکتا ہے' میں اس سے قبل یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ حجاب پوش عورت کی معاشرے میں آزادانہ نقل و حرکت کو خطرہ کیوں تصور کیا جاتا ہے؟ میں اکثر یہ بھی سوچتا تھا کہ عورت کی ایسی پوشاک سے مغرب کے خائف ہونے کا جواز کیا ہے؟ یہ تو اس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کئے گئے عہد کے مطابق ایک عمل ہے' اس سے کسی دوسرے کو کیا لینا دینا' لیکن اب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ خوف بیجا نہیں ہے' جب مسلمہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت میں حجاب پہن لیتی ہے تو زبان حال سے گویا یہ کہتی ہے کہ اس کو کس چیز سے اجتناب ہے اور کیوں؟ جدید مغربی دنیا اس عورت سے جو اس کے درمیان میں رہتی ہے' یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ ان کے اس جنسی کھیل میں جو جنسی آزادانہ میل جول' منشیات کا کثرت سے استعمال کی شکل میں ان کے سب ہی معاشروں میں رائج ہے' تعاون کر کے اپنا رول خوش اسلوبی سے ادا کرتی رہے گی' ایسا ماحول جس میں ایسا رول جس کے مطابق مرد و زن کے آپس کے جنسی تعلقات بلا کسی امتیاز اور روک ٹوک کے کسی نہ کسی شکل میں کثرت سے رائج ہو اور ان کے سماج میں فخریہ عمل کے طور پر سمجھا اور مانا جاتا ہے' اس کے متعلق کسی عورت کا مذہبی احکام کے خلاف مرد سے جنسی رشتہ قائم کرنے سے سختی سے انکار کا اس معاشرے میں سوچنا بھی محال ہے' حقیقت یہ ہے کہ ایک عورت جب اپنے کو ڈھانپ لیتی ہے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ وہ اس گندے جنسی کھیل میں شامل ہونے سے قطعی انکار کر رہی ہے' اس طرح وہ زبان حال سے گویا یہ کہہ رہی ہے کہ عوامی زندگی میں جنسی میل جول اس کے لئے ناقابل تصور ہے' اس کے علاوہ وہ لوگوں کو اپنے جسم کے بارے میں تذکرے میں بھی مانع ہوتی ہے' اور یہی چیز لوگوں کو بے چین کر دیتی ہے' کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ایک خاتون ڈاکٹر' رائٹر' پروفیسر' انجینئر' الیکٹریشن اور پلمبر کے عمدہ کام کو عوام میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے' لیکن اس سے برتاؤ صرف ایسی عورت سمجھ کر ہی کیا جاتا ہے' جو مرد کی جنسی خواہش پورا کرنے کا ذریعہ ہے' جب ایک عورت خود کو ڈھانپ

لیتی ہے تو اس کے متعلق ہر شخص یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ اسلام کے بنیادی اصولوں کی حامی ہے اور جنس کو فروخت کرنے اور مرد و عورت کے ناجائز جنسی کھیل کی کسی بھی شکل میں شامل ہونے کو تیار نہیں ہے اور مغرب کے بنیادی سماجی ڈھانچے کی نفی کرتی ہے' اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ مغرب کے اس سیاسی' معاشی' اور معاشرتی نظام کو جو انسان کو انسان کا غلام بنا کر استحصال کرتا ہے اور دوسروں کو اس میں شمولیت کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے مجبور بھی کرتا ہے' وہ اس کی بھی نفی کرتی ہے' اسی لئے کیونکہ وسونٹریال کی تعلیم گاہوں کے رہنماؤں کا اس کے اس عملی اظہار سے خائف ہونا ایک فطری ردعمل ہے' یہ صرف دو طالبہ کے ہر قیمت پر حجاب پہننے پر اصرار کرنے کا معاملہ نہیں ہے جو اسکول کی ڈریس سے مطابقت نہیں رکھتا ہے' بلکہ اس عظیم بات کا بھی اظہار ہے کہ ہمارا معاشرہ' طرز زندگی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عطا کردہ احکام کے مطابق ہے' اس لئے فطری بھی ہے اور مغربی نظام زندگی سے اعلیٰ وارفع بھی ہے' لیکن بدقسمتی سے اس حجاب پوش خاتون کے گردوپیش میں جو لوگ رہتے ہیں وہ حجاب پہننا اس کا نجی معاملہ نہیں سمجھتے' وہ اس کو اپنے اوپر حملہ بھی تصور کرتے ہیں' جب ایک عورت حجاب پہنتی ہے تو اس سے خودبخود یہی معنی نکلتا ہے کہ وہ ہر اس فعل کی پوری طاقت سے نفی کرتی ہے جو اس کے گردوپیش میں ہوتا ہے اور جس سے دور رہنے کا اسلام نے حکم دیا ہے اگر کوئی عورت اللہ سبحانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حجاب پہن کر اس کی تصدیق اپنے عمل سے نہیں کرتی ہے تو اس کا یہ دعویٰ بے معنی ہے کہ میں مسلمہ ہوں' کیونکہ مسلمہ کا مطلب یہی ہے کہ اپنی خواہشات کو اللہ سبحانہ کے تابع کرنا ہے' جو لوگ حجاب کو مردوں کی غلامی کا نشان سمجھ کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں ان کی اصل سوچ کا ادراک ہونے سے اس کو اپنے عمل کے صحیح ہونے کا یقین پیدا ہوتا ہے اور وہ خود کو آزاد تصور کرتی ہے۔

ترقی پسندی اور آزاد خیالی کا معیار:

عورتوں کی ترقی پسند اور آزاد خیال ہونے کا معیار کیا ہے؟ اس کی تشریح' وکالت کرنے والے اس طرح کرتے ہیں کہ وہ اپنے جسم عریاں کرنے کی کس قدر خواہش مند ہے اور اپنے عمل سے اس کا اظہار کتنا کرتی ہے؟ اسی کے تناسب میں اس کی ترقی پسندی و آزاد خیالی کا تعین کیا جاتا ہے' راضی نہ ہونے کی صورت میں ان پر ہر ممکن طریقہ سے دباؤ ڈال کر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا لباس تک اتار دیں' اس قسم کے حالات سے آج کل مغرب' خصوصی طور سے امریکا کے معاشرے میں عورت الجھن کا شکار ہے۔

خواتین کے عملی اقدام کے نتائج:

ان کے بارے میں عملی اقدام کے نتائج میں مغرب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ آزاد ہیں اور اپنی بات بھر پور انداز میں منوانے کی اہلیت بھی رکھتی ہیں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک تصوراتی جسم کو حاصل کرنے کی خواہش کی غلام ہو جاتی ہیں' جس کو مغربی و امریکی خواتین کی ایک بڑی تعداد حاصل کرنے میں ناکام رہتی ہے' ان کا یہ تصور آخر کار انہیں بازار میں ایک قابل فروخت جنس بنا دیتا ہے' جس کے نتیجے میں وہ مردوں کی تفریح کا سامان بن جاتی ہیں' اب مثال کے طور پر فیشن انڈسٹری کو ہی لیجئے' اس میں گلیمر کا بہت چرچا ہے' اس موسم میں چمکدار لپ اسٹک' اونچی نکیلی ایڑی کے جوتے' گلے' جسم اور کمر کے بیشتر حصوں کو عیاں و نمایاں کرنے والی پوشاکوں والی عورتیں اس گلیمر کی نمائندگی کرتی ہیں' ان سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ طوائفوں کی طرح سج دھج کر اس گلیمر کی رونق اور شان بڑھائیں' اگر کوئی عورت اس کے خلاف کرتی ہے تو اس کو مردوں کی غلامی سے دبی کچلی استحصالی بنیاد پرست عورت خیال کیا جاتا ہے۔

آئیڈیل خاتون کی صفات:

جدیدیت پسندوں کے درمیان یہ بحث شدت سے جاری ہے کہ آئیڈیل خاتون کی کیا صفات ہونی چاہئیں؟ اس کے متعلق کچھ لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ عورتوں کو تمام دلچسپیوں کا مرکز بنانے کے لئے ہر ممکن اقدام کرنا چاہئے' جب کہ دوسروں کا یہ کہنا ہے کہ عورتوں کی آزادی کا آخری مرحلہ یہ ہونا چاہئے کہ اس کو برہنہ سینہ کے ساتھ عوامی جگہوں پر آزادانہ گھومنے پھرنے کی آزادی ہونی چاہئے' ان کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح عورتوں کے جسم سے متعلق جنسی کشش بے اثر ہو جائے گی' انہیں راتوں میں بھی سڑکوں پر آزادی سے سیر و تفریح کرنے سے جنسی تشدد کا کوئی خوف نہیں رہے گا' اس کے لئے انہیں صرف کردار کی پاکیزگی' عزت و وقار' مخلوط محفلوں سے پرہیز' شرافت' پاکیزہ خیالی اور حجاب کے دقیانوسی و فرسودہ تصور کو خیرباد کرنا ہوگا۔

حجاب پوش خاتون کی آمد:

اس آپس کی بحث' تکرار اور کشمکش جوان کے ذہنی خلفشار کی بھی غماز ہے' اس سب کے درمیان حجاب پوش خاتون نمودار ہوتی ہے' جو ان دونوں انتہا پسندیوں کو یکسر نظر انداز کر کے اپنے وجود کا احساس دلاتی ہے' اور اپنے طرز عمل سے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے ہاتھوں میں کھیلنے سے شدت سے انکار کرتی ہے' اس کے اس عمل سے معاشرے میں اس کے متعلق عزت و احترام کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے' اس کے بے پناہ اثرات سے مغرب کا خائف ہونا فطری ہے۔

اسلامی طرز حیات سے مغربی دنیا کا خوف:

حجاب بنیادی طور سے عبادت کا ایک جزو

ہے' لیکن غلط یا صحیح یہ عورت کے لئے اپنا مدعا ظاہر کرنے کا ایک موثر ذریعہ بھی ہے' اس کے لئے اپنے سیاسی' معاشرتی نظریہ اور دین سے اپنی بے پناہ عقیدت کا ایک طریقہ کار بھی ہے' مگر اب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جدید مغربی دنیا کا وہ طرز زندگی جو اس کے افکار کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے' اسلامی طرز حیات (جو اس مذہبی احکام کا ایک جزو بھی ہے) کے منافی ہے' مسلمہ کا طرز حیات جو اسلامی اصول' افکار کے عین مطابق اور اس پر عمل کرنے کی علامت ہیں' اللہ سبحانہ کے عطا کردہ ہونے کی وجہ سے فطری بھی ہیں' مغربی نظریات اور اس کے افراد کی بنیادی آزادی اور آزاد خیالی کے نظریاتی اصول کے خلاف اسلامی طرز زندگی اور افکار کا مغرب دنیا پر اس قدر دور رس موثر اور گہرے اثرات پڑ رہے ہیں کہ اس طرز زندگی کے حامی بے شمار افراد خاص طور سے عورتیں اسلام قبول کر کے اسلامی طرز زندگی اپنا رہے ہیں' جس کے اثر سے اپنے افراد کو محفوظ رکھنے کے لئے وہ اسلام کی مخالفت ہر ممکنہ ذرائع سے کرنے میں مصروف ہیں۔

حرف آخر:

درحقیقت ایک عقلمند اور حقیقت پسندانہ ذہن رکھنے والے شخص کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ جدیدیت و آزاد خیال کے مغربی کلچر کے حامی دوسرے مذاہب و کلچر کے ماننے والے افراد پر بے جا دباؤ ڈالتے ہوئے یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ ان کے طرز زندگی' کلچر کو چاروناچار اختیار کرے جس پر وہ خود عمل پیرا ہیں' ان کا یہی طریقہ کار لوگوں کو اس کے لئے آمادہ کرتا ہے کہ اپنی پسند کے مطابق ایسی طرز زندگی اور کلچر کو تلاش کریں جو ان کو ایسی پرسکون اور خوشگوار زندگی عطا کر سکے' جو انہیں اس ظالمانہ نظام و ذہنی خلفشار سے نجات دلا سکے' یہی وجہ ہے کہ جدید مغربی دنیا کے ہر سال ہزاروں افراد خصوصی طور سے عورتیں گلیمر' چمک ودمک والی پرتعیش زندگی سے اکتا کر پروقار' پرسکون اور خوشگوار زندگی کو اسلامی طرز حیات میں محسوس کر کے اسلام کو برضا و رغبت قبول کر رہی ہیں اور مغرب ہر ممکن ذرائع استعمال کرنے کے باوجود اس کو روکنے میں ناکام ہیں۔

یہ عجب بات ہے کہ ہم مشرقی مسلم جن کو اسلام پیدائش کی وجہ سے وراثت میں ملا ہے' روایتی مسلمان ہیں' ہم نے اسلام کا بغیر غور و خوض مطالعہ کئے اس کی اچھائیوں برائیوں پر دھیان دیئے' اس لئے اختیار کرلیا ہے کیونکہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے' اس لئے ہم بھی مسلمان ہیں' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری روح اسلام سے خالی ہے' یہی وجہ ہے ہمارے عام اور دینی گھرانوں کی خواتین نے حجاب کو روایتی طور پر اپنایا ہے' اس کو عبادت سمجھ کر اختیار نہیں کیا ہے' مغرب کے گلیمر اور چکا چوند سے متاثر ہو کر ان کو جہاں بھی موقع ملتا ہی' جھٹ پٹ حجاب کو خیرباد کر کے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگتی ہیں' انہوں نے ایک لمحہ بھی رک کر یہ نہیں سوچا کہ کتنی عظیم متاع بے بہا چھوڑ کر بے حیائی' بے شرمی اور ذلت کی زندگی اختیار کرنے جارہی ہیں' جس کی وجہ سے ان کا خاندانی نظام درہم برہم ہو جائے گا' ان کے اپنے بچے ان کی شفقت سے اور وہ ان کے پیار سے محروم ہو جائیں گے' کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ جدید مغربی دنیا کی خواتین جنہوں نے گلیمر کی خیرہ کن دنیا میں آنکھ کھولی تھی' کافی مدت تک اس کی برکتوں سے فیضیاب بھی ہوتی رہیں' اب کیوں اس سے اکتا کر بھاگ رہی ہیں؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ انہوں نے اپنا مذہب چھوڑنے سے پہلے دوسرے مذاہب اور ان کے ماننے والوں کے رہن سہن کا تقابلی مطالعہ کیا؟ اسی طرح اسلام اور اس کے اصولوں کو اپنانے والی خواتین کے رہن سہن اور ان کے کردار کا بھی بغور مطالعہ کیا' جنہوں نے حجاب کو اللہ سبحانہ کا حکم اور عبادت سمجھ کر اختیار کیا ہے' اور اس سے متاثر ہو کر اسلام کے دامن میں پناہ لینا بہتر سمجھا' کیا ہماری مغرب پرست خواتین اس کی ظاہری چمک دمک سے اندھی ہو کر' بنا اس کی اچھائیوں اور برائیوں کو پرکھے اس کو اپنا نہیں لیا' انہوں نے یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی' کیوں ایک مدت سے اس کو اپنانے والے اب اس کو چھوڑ کر اسلام قبول کر رہے ہیں؟ ہم ان لوگوں کو سلام کر رہے ہیں' جنہوں نے اسلام اور اس کے اصول اپنانے میں کافی مخالفت اور دشواریوں کا سامنا کیا ہے' لیکن اسلام ان کے رگ و ریشے میں رچ بس گیا تھا' اس لئے انہوں نے باوجود کڑی سے کڑی آزمائش کے حجاب ترک نہیں کیا۔

حجاب ترک کرنے والی خواتین کو ایک لمحہ ٹھہر کر ضرور سوچنا چاہئے کہ مشرقی اسلامی معاشرے میں جنسی تشدد' محرمات میں جنسی تعلق' برہنگی اور بے حیائی کے چلن میں کیوں اضافہ ہو رہا ہے؟ بے حجابی کے معاشرے میں پلی بڑھی خواتین کیوں تمام دشواریوں اور رکاوٹ کے حجاب پہننے کے بعد کسی بھی قیمت پر کیوں آمادہ نہیں ہیں؟ اگلی نسلوں کی تربیت کے اہم فرائض سے منہ موڑ خاتون خانہ سے سبھا کی پری بننے کی شدید خواہش نے انہیں کہاں پہنچا دیا ہے اور ان کی اس خواہش کی تکمیل کے نتیجہ میں اسلامی معاشرے میں کتنا انتشار اور گراوٹ پیدا ہو گئی ہے' جس کے برے اثرات خود ان پر اور ان کی اولاد پر بھی پڑ رہے ہیں۔

☆☆..............☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض دعاوی

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو مسلمان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں' لیکن مرزائی فرقہ ایک عجیب چیستان ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدے کا پتا آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا' جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقے کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے سامنے ایک لاینحل معمے کی شکل میں پیش کیا اور ایسے متناقض اور متضاد دعوے کیے کہ خود ان کی امت بھی مصیبت میں ہے کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں؟ کوئی تو ان کو مستقل صاحب شریعت نبی کہتا ہے' کوئی غیر تشریعی نبی مانتا ہے' اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود' مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے مرزا قادیانی کا وجود ایک ایسی چیستان ہے' جس کا حل نہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے' اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا قادیانی انسان ہیں یا اینٹ پتھر؟ مرد ہیں یا عورت؟ مسلمان ہیں یا ہندو؟ مہدی ہیں یا حارث؟ ولی ہیں یا نبی؟ فرشتے ہیں یا دیو؟ جیسا کہ دعاوی مندرجہ (ذیل) سے معلوم ہوتا ہے۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج؟

دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے فرقے حل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کیا ہے؟ اور وہ کون ہے؟ اور کیا ہے؟ دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتا ہے؟ لیکن جب ہم ان کی تصانیف کو غور سے پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دعاوی میں یہ اختلاط و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا' لیکن سمجھا کہ قوم اس کو تسلیم نہ کرے گی' اس لئے تدریج سے کام لیا' پہلے خادم اسلام مبلغ بنے' پھر مجدد ہوئے' پھر مہدی ہو گئے اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ

بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعوے کو مان لیں' تو پھر کھلے بندوں' نبی' رسول' خاتم الانبیاء وغیرہ سبھی کچھ ہو گئے' اور "ہونہار مرد" نے اپنے آخری دعوے خدائی کی بھی تمہید ڈال دی تھی' جس کی تصدیق (قادیانی کتب میں) عبارات سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفا نہ کی' ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا' خود مرزا قادیانی کی عبارات ذیل میں اس تدریجی ترقی اور اس کے سبب پر ہمارے دعوے کی گواہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت' ایک وحی الٰہی' ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳ خزائن ج۲۱ ص۶۸)

پھر کہتے ہیں کہ علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوتی ہیں کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے' اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔

نیز حقیقت الوحی کی عبارت ذیل بھی خود اس تدریجی ترقی کی شاہد ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا قادیانی ختم نبوت کے قائل تھے اور کسی نبی کا پیدا ہونا جائز نہ رکھتے تھے اور اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے' بعد میں ارزانی غلہ نے نبی بنا دیا' لکھتے ہیں:

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی تھے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا' مگر بعد میں جو خدائے تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی' اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقت الوحی ص۱۴۹/۱۵۰ روحانی خزائن ج۲۲ ص۱۵۳'۱۵۴)

اس کے بعد ہم مرزا قادیانی کے دعاوی خود ان کی تصانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں' جو

متعدد کتابوں اور مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ بغرض اختصار عبارات تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی کے حوالہ صفحات درج کئے گئے ہیں۔

۱: مبلغ اسلام اور مصلح ہونے کا دعویٰ:

”یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی وفروتنی اور غربت اور تذلل وتواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج اول ص:۲۳)

۲: مجدد ہونے کا دعویٰ:

اب بتلائیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۵ خزائن ج ۳ ص ۱۷۹ ملخص)

۳: محدث ہونے کا دعویٰ:

”اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہے۔“ (توضیح المرام ص ۱۸ خزائن ج ۳ ص ۶۰ ازالہ اوہام ص ۵۸۷ خزائن ج ۳ ص ۴۱۶)

۴: امام زماں ہونے کا دعویٰ:

”میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔“ (ضرورۃ الامام ص ۲۹ خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۷)

۵: خلیفۃ الٰہی اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ:

”میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔“ (حقیقت الوحی ص ۷۶ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷۹)

۶: مہدی ہونے کا دعویٰ:

اشتہار معیار الاخیار وریویو آف ریلیجنز نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ میں نیز یہ دعویٰ مرزا قادیانی کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔

۷: حارث مددگار مہدی ہونے کا دعویٰ:

”واضح ہو کہ یہ پیشگوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا۔ جس کی امداد ونصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۹۷ روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۴۱)

۸: نبی امتی اور بروزی وظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ:

”اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس سے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔“ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵)

۹: نبوت ورسالت دروغی کا دعویٰ:

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

”حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔“ (براہین احمدیہ ص ۴۸۹)

نیز یہی مضمون اربعین نمبر ۲ صفحہ ۶ اور نزول المسیح صفحہ ۹۹ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷ میں بکثرت موجود ہے۔

۱۰: اپنی وحی کے بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان قطعی ہونے کا دعویٰ:

”میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کرسکتا ہوں میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔“ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۰ ایضاً صفحہ ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲ ص ۲۲۰ انجام آتھم ص ۶۲ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۱: سارے عالم کے لئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ اپنی امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کافر وجہنمی ہیں:

”کفر دو قسم پر ہے: ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

”اور اس بات کو تقریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی دی گئی۔“ (اربعین نمبر ۴ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۱ حاشیہ)

یہی دعویٰ سیرت الابدال انجام آتھم وغیرہ میں بھی مذکور ہے اور (مرزا قادیانی) کہتے ہیں کہ: ”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

☆☆............☆☆

خبروں پر ایک نظر

سروں پرکفن باندھ کراور جانوں پرکھیل کرحرمت رسولؐ کادفاع کریں گے

چیچہ وطنی (نامہ نگار) ناموس رسالت ایکٹ اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ چیچہ وطنی میں منعقدہ آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ حکمرانوں کو چند ڈالروں کے عوض ناموس رسالت کا سودا نہیں کرنے دیں گے۔سروں پرکفن باندھ کراور جانوں پرکھیل کرحرمت رسول کادفاع کریں گے' قانون توہین رسالت اور قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم کوچھیڑنا آگ اور خون سے کھیلنے اور اقلیتوں کوغیرمحفوظ کرنے کے مترادف ہے' توہین رسالت کی سزا' سزائے موت کو انتہا پسندی' کہنے والے یورپی ممالک اپنے ملکوں سے سزائے موت کے قوانین کوکیوں ختم نہیں کرتے؟ قادیانیوں کی ڈوبتی ناؤ کو سہارا دینے والے حکمران خود ڈوب جائیں گے' ناموس رسالت کا پھریرا قیامت تک لہراتا رہے گا' حکمران منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسولؐ کی پشت پناہی کا رویہ ترک کرکے اسیران ناموس رسالت کو رہا کریں' کانفرنس معروف روحانی شخصیت مولانا سید جاوید حسین شاہ کی صدارت میں منعقد ہوئی' جس میں متحدہ مجلس عمل کے ڈاکٹر فرید احمد پراچہ ایم این اے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد ارشاد' مولانا عبدالحکیم نعمانی' مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سید ضیاء اللہ شاہ بخاری' مولانا محمد اسماعیل عتیق' جمعیت علماء اسلام کے مولانا ضیاء الدین آزاد' جماعت اسلامی کے حاجی مشتاق احمد' پیر جی عبدالحفیظ' مولانا محمد نذیر' قاری عبدالجبار' حاجی محمد ایوب اور قاری محمد اصغر عثمانی سمیت متعدد مقررین نے شرکت وخطاب کیا۔مولانا سید جاوید حسین شاہ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کے نام پر اقلیتوں کومسلم اکثریت پرغلبہ دیا جارہا ہے' انسانی حقوق کی تنظیموں کو اقلیتوں کے حقوق کی بات کرنے کی بجائے اب مسلم اکثریت کے حقوق کی جنگ لڑنا ہوگی' موجودہ حالات میں اگر مسلمانوں نے قانون رسالت اور ختم نبوت کے قوانین کے تحفظ کے لئے بیداری اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ نہ کیا تو اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں اسلام اور کفر کا امتیاز ختم ہوجائے گا۔متحدہ مجلس عمل کے ڈاکٹر فرید احمد پراچہ ایم این اے نے کہا کہ ناموس رسالت کی بابت ہمیں ایک ایسے پرعزم دشمن کا سامنا ہے' جس نے آج تک پاکستان کے وجود اور آئین کوتسلیم نہیں کیا۔حکمرانوں کی روشن خیال پالیسیوں کی بدولت ملک کا اسلامی تشخص تباہی کے دہانے تک پہنچ گیا ہے' تمام سرکاری ادارے تو کیا عام آدمی بھی عدم تحفظ کا شکار ہے' دینی حلقوں کی کردارکشی اور ان کو کرش کرنے کا عملی پروگرام انٹیلی جنیس میں موجود قادیانیوں کی غلط' جعلی' بوگس اور فرضی رپورٹوں کا شاخسانہ ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ امریکا ہمارے اڈوں' پالیسیوں اور معاشی وسائل پر قابض ہونے کے بعد ہم سے حرمت رسولؐ اور ناموس رسالت کی امانت چھیننا چاہتا ہے' حالات وواقعات شاہد ہیں کہ دین اسلام سے ٹکرانے والے اور ناموس رسالت کے قوانین کو مٹانے والے خود مٹ گئے اور ناموس رسالت کے تحفظ کا مشن پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے' موجودہ حکومتی دور میں قادیانیت نوازی میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے' قادیانیوں سے وفاداری کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان آستین کے سانپوں نے ہراس شخص کو ڈسا جس نے انہیں اپنی آستین میں پناہ دی' اب اسلام آباد میں اسلام کی بات کرنے کی بجائے حقیقت پسندوں کو تنگ نظر' حریت پسندوں کو تخریب کار' ملک کی آزادی اور خودمختاری کی جنگ لڑنے والوں کو مذہبی دہشت گرد' اصولوں پر سودے بازی کرنے والوں کو اعتدال پسند' ضمیر فروشوں کو وفادار اور شہوت پرستوں کو روشن خیال گردانا جارہا ہے۔مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ قادیانیت کے متعلق آئینی ترامیم کوچھیڑنا حکمرانوں کی رخصتی ثابت ہوگا۔امتناع قادیانیت ایکٹ پرعمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے گستاخی رسولؐ اور توہین اسلام کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے' ارباب اختیار اسلام دشمن طاقتوں اور نفسانی خواہشات کو اسلامی کی جدید تشریحات کہنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔جمعیت علماء اسلام کے مولانا ضیاء الدین آزاد نے کہا کہ عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل کے لئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے

ہوکر طاغوت اور قادیانی لابیوں مقابلہ کرنا ہوگا' قانون توہین رسالت میں ترمیم کرنے والے اپنے ایمانوں میں ترمیم کر رہے ہیں' حکمران قانون رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کے قوانین کو بدلنے کا ارادہ ترک کر دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ اسلامی دفعات کو چھیڑنے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے ہمیشہ خوفناک نتائج سامنے آئے ہیں۔ کانفرنس میں مختلف قراردادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ غیر ملکی اور قادیانی این جی اوز پر پابندی عائد کی جائے' انٹیلی جنس' سی بی آر' پی آئی اے سوئی گیس کے محکموں کو قادیانیوں سے پاک کیا جائے' جہاد کے منکر ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کو فوج سے نکالا جائے اور آئندہ ان کی بھرتی پر پابندی عائد کی جائے۔ قادیانی اوقافوں کو حکومتی تحویل میں لیا جائے۔ اسیران ناموس رسالت اور اسیران ناموس صحابہ کو فی الفور رہا کیا جائے۔ ملک کی مختلف جیلوں میں موجود گستاخان رسول کو تختہ دار پر لٹکایا جائے۔ قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ قادیانی جرائد و رسائل پر پابندی عائد کی جائے' چناب نگر کی زمین ہر شخص کو خریدنے کی اجازت دی جائے' کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے' الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ سے فی الفور پابندی اٹھائی جائے' مرتد کے لئے شرعی سزا کے نفاذ کا اعلان کیا جائے۔ سول اور فوج کے عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ ناموس صحابہؓ و اہل بیتؓ کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی جائے۔ قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کی جائے۔ غیر مسلم قادیانیوں کو اسلامی شعائر اور مسلمانوں کی مذہبی علامات و نشانات کے استعمال سے روکا جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

قانون تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔سی میں کسی قسم کی ترمیم نہ کی جائے

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ سے مطالبہ کیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں توہین رسالت قانون تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔سی میں کسی قسم کی ترمیم نہ کی جائے اور امتناع قادیانیت ایکٹ مجریہ ۱۹۸۴ء اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔بی اور ۲۹۸۔سی کا تحفظ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مملکت خداداد پاکستان کلمہ طیبہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا ہے جب کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے دیباچہ میں درج ہے کہ پاکستان میں کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا' جبکہ قادیانی اور عیسائی جان بوجھ کر توہین رسالت قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں' اور حکومت امریکا' برطانیہ کے دباؤ کے تحت توہین رسالت کے قانون میں ترمیم اور اس قانون کو بے اثر بنانے کی کئی دفعہ ناکام کوشش کر چکی ہے اور پاکستان کے ۱۶ کروڑ فدایان ختم نبوت سراپا احتجاج بن کر توہین رسالت کے قانون کا تحفظ کر چکے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

شبان ختم نبوت سرگودھا کا ماہانہ اجلاس

سرگودھا (مولانا محمد اکرم طوفانی) ۲۰/ اپریل بعد نماز جمعہ جامع مسجد ختم نبوت فیکٹری ایریا سرگودھا میں اجلاس منعقد ہوا' یاد رہے کہ یہ مسجد دو ڈھائی مہینہ میں تیار ہوئی ہے جو تقریباً ۷۰ فٹ لمبی اور ۴۰ فٹ چوڑی ہے۔ عرصہ دو مہینے سے اس کا افتتاح ہو چکا ہے۔ یہ پاکستان میں پہلی مسجد ہے جس کے مین گیٹ پر پتھر کے اندر موٹے الفاظ میں جامع مسجد ختم نبوت اور پتھر میں کھدا ہوا ہے' موٹے الفاظ میں بر سر روڈ یہ شعر نقل کیا گیا ہے:

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ بن
گر تجھے ایمان پیارا ہے تو مرزائی نہ بن

بچے جب گزرتے ہیں اور شعر پر نظر پڑتی ہے تو ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں کہ یار یہ مرزائی نہ بن' یہ کون ہیں؟ تو دوست یا والدین ان کو بتاتے ہیں کہ انہوں نے ایک جھوٹا نبی بنایا ہوا ہے' مرزائی اسے کہتے ہیں' تو جس بچے کو پتا نہیں ہوتا' اس کو بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ مرزائی کون ہیں؟ اس مسجد میں یہ دوسرا ماہانہ اجلاس تھا۔ نمبر ایک شبان ختم نبوت کا ماہانہ اجلاس دفتر لکڑ منڈی میں ہر ماہ کے پہلے جمعہ میں عرصہ پانچ سال سے ہوتا چلا آ رہا ہے اور چونکہ یہ آبادی بھی گنجان آبادی ہے' یہاں اپنا دوسرا مرکز تیار ہوا تو اس میں ہر انگریزی مہینے کا پہلا' دوسرا جمعہ چھوڑ کر تیسرے جمعہ پر یہاں دو بجے سے ساڑھے تین بجے تک اجتماع رکھا گیا ہے' جہاں الحمدللہ نئے نوجوانوں کی تعداد بتدریج بڑھ رہی ہے۔ خیر العمل ماقل و دام۔ اس پروگرام میں جمعہ کے خطبہ میں بندہ حقیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت سے لوگوں کو آگاہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے منفرد رسول ہیں جن کی خصوصیت یہ ہے کہ ہجرت سے لے کر رحلت تک اور رحلت سے لے کر اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے دیوانے پیدا ہوئے ہیں کہ جنہوں نے اپنی جان کے نذرانے تو پیش کر دیئے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

برداشت نہیں کی‘ یہ اسوہ دیگر امتیوں میں کم ہی نظر آ سکا ہے‘ لیکن یہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کی وجہ سے سینکڑوں افراد اس قربانی میں مابہ الامتیاز نظر آتے ہیں۔ جمعہ کے بعد نوجوانوں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے شبان کے نئی صدر پروفیسر عاصم اشتیاق نے نوجوانوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ ہمارا ہر اتوار کو بازار میں تقریباً ۷۰‘۸۰ دکانوں میں گشت ختم نبوت ہوتا ہے‘ اس میں شرکت فرمانا انشاء اللہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باڈی گارڈ دستے میں شامل ہونے کے مترادف ہوگا‘ خصوصاً اس بے راہ روی کے دور میں۔ آخر میں امیر جماعت سرگودھا مولانا مفتی نور محمد مدظلہ استاذ حدیث مفتاح العلوم نے نوجوانوں کو گشت کے تین نمبر بتائے کہ دعوت وتبلیغ کے چھ نمبر ہیں‘ ہمارے گشت ختم نبوت کے تین نمبر ہیں: (۱) ختم نبوت کسے کہتے ہیں؟ (۲) مرزائی کیوں کافر ہیں اور ان سے بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟ (۳) لٹریچر پڑھو اور مسلمانوں تک بات پہنچاؤ۔ حضرت امیر نے ان نمبرات کی تشریح فرمائی کہ لوگ کہتے ہیں کہ مرزائی نماز‘ روزہ‘ اسلام کے دیگر شعائر جو ادا کرتے ہیں‘ ہم اس کی وجہ سے ان کو کافر نہیں کہتے‘ بلکہ اس وجہ سے کہ یہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور مرزا قادیانی جیسے دجال کو مسیح‘ مہدی کہتے ہیں۔ آخر میں حضرت امیر کی دعا سے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس چنوعاقل

چنوعاقل (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چنوعاقل کے زیر اہتمام ۵۵ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۶/ اپریل ۲۰۰۷ء بروز پیر صبح دس بجے تا نماز عصر مرکزی جامع مسجد اور بعد نماز مغرب شاہی بازار روڈ چنوعاقل میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت سندھ کی معروف روحانی خانقاہ عالیہ قادریہ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین اور جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر قطب الاقطاب حضرت مولانا سائیں عبدالصمد دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی‘ جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ‘ علامہ احمد میاں حمادی‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا عبدالرزاق میکھو‘ مولانا عبدالقیوم ہالیجوی‘ مولانا عبدالحمید لنڈ‘ مولانا الٰہی بخش تانوری اور مولانا محمد حسین ناصر سمیت دیگر علماء کرام و خطباء حضرات نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے خطابات میں کہا کہ موجودہ حکمرانوں نے اگر قادیانیت نوازی کی رسم ترک نہ کی تو اس ملک میں ایک دفعہ پھر ۵۳ء اور ۷۴ء جیسی تحریک ختم نبوت چلائی جائے گی‘ امریکا اور یورپ کو ہمارے حکمرانوں نے سب کچھ عنایت کردیا لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت سے کھیلنے کی اجازت کسی بھی صورت میں نہیں دی جاسکتی‘ ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے‘ قادیانیت کے مکمل خاتمے تک یہ تحریک چلتی رہے گی چاہے اس کے لئے ہمیں کتنی بھی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ کانفرنس کے انتظامات مولانا قاری عبدالحمید شیخ امیر اور جناب قاری عبدالقادر چاچڑ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چنو عاقل ناظم چنوعاقل اور ان کے دیگر رفقاء نے سنبھالے ہوئے تھے‘ الحمدللہ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

سانحہ ارتحال

سندھ کے معروف عالم دین‘ استاذ العلماء‘ عالم باعمل مولانا عبدالعلیم چند مختصر علالت کے بعد انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عبدالعلیم مرحوم نے تقریباً نصف صدی سے زائد علوم دینیہ کی خدمت کی‘ قطب عالم حضرت الشیخ مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمہ اللہ کے حکم پر سندھ کی قدیم دینی درسگاہ جامعہ حمادیہ مدینۃ العلوم میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا‘ اپنے شیخ ہالیجوی رحمہ اللہ کے اس حکم کی تعمیل کچھ اس انداز سے کی کہ مرحوم کا جنازہ بھی اسی جامعہ سے اٹھا‘ ان کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے‘ سندھ کے جید علماء کرام ومفتیان عظام کا شمار ان کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ مرحوم کا جنازہ چنوعاقل میں تاریخی جنازہ تھا‘ نماز جنازہ کی امامت حضرت اقدس مولانا سائیں عبدالصمد دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ ہالیجی شریف نے کی۔ سندھ بھر سے علماء صلحاء اور سینکڑوں مسلمانوں نے دوردراز سے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر نے کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے علمی صدقہ جاریہ کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل کی جاتی ہے۔

تھرپارکر میں قادیانی مشنری کا ڈھانچہ

تھرپارکر (رپورٹ: مولانا تاج محمد سومرو) ۱۹۷۰ء کی دھائی سے قادیانیت صحرائے تھر میں اپنی ارتدادی منصوبہ بندی کے تحت رفاہی پروگرام کی شکل میں اپنی مشنری پر عمل درآمد شروع کیا‘ اس علاقہ میں پسماندگی کی وجہ سے دوسرے این جی اوز بھی زور آزمائی میں لگے ہوئے تھے۔ مرزائیوں نے بھی اپنا قدم رکھا‘ صحرائے تھر کی عوام اپنی انوکھی طبیعت کہ ہرچہ آید فادرفا یعنی جہاں سے جو کچھ ملے ہڑپ کرتا ہے‘ آگے اپنے رسم ورواج کو چھوڑنا

نہیں' مرزائیوں کے فنڈ کو اپنے لئے مال غنیمت سمجھ کر استعمال کرنا شروع کیا' قادیانی اپنے نامراد خواب کے پیش نظر تھر کی عوام کو پھانسنے کی کوشش کرتے رہے' لیکن کوئی مسلمان اپنے مذہب کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوا' قادیانیوں نے مسلمانوں سے مایوس ہو کر اپنی سرگرمی کا رخ ایسی ہندو قوم کی طرف موڑا جس کو اپنی ہندو برادری بھی اپنے برتنوں میں کھلانے پلانے کے لئے تیار نہیں تھے' کولہی بھیل منگھواڑ پہلے سے منتظر تھے کہ کوئی ان کے قریب آئے' ہوا یہ کہ مرزائیوں نے کولہیوں بھیلوں کے بیعت فارم دھڑا دھڑ بھر کر اپنی فتح کے خواب دیکھنا شروع کئے' اس لحاظ سے قادیانیوں نے کولہیوں کو گوٹھوں میں سینٹر قائم کردیے۔ مٹھی شہر میں المہدی ہسپتال ننگر پارکر شہر میں ڈسپنسری کے علاوہ تحصیل ننگر میں تقریباً بیس سینٹروں کا قیام جو کولہی قوم سے منسلک ہونے کا نتیجہ تھا' قادیانیوں نے سمجھا کہ انہیں تھرپارکر میں کامیابی ملے گی' لیکن مرزائیوں کی حیثیت کو ریورس گیئر لگ گیا کہ مسلمانوں نے قادیانیوں سے کولہیوں کی طرح نفرت کرنا شروع کی' کولہیوں کے برتنوں میں ان کو ہوٹلوں میں کھانا پینا ملنا شروع ہوگیا' قادیانی نے اپنی ساکھ مٹی میں ملتے دیکھ کر کولہیوں سے کنارہ کش ہونے لگے' کولہیوں کے برتنوں میں کھانا پینا ترک کرنا شروع کیا' جو کولہی قادیانیوں کے پاس باورچی تھے ان کو جواب دے دیا گیا' کولہیوں نے دیکھا کہ ہماری بلی ہم ہی سے میاؤں کررہی ہے' کیونکہ قادیانیوں کو مسلمانوں نے تو قبول نہیں کیا تھا کولہیوں نے اپنے گوٹھوں میں جگہ دی تھی' کولہی بھیل قوم تھر میں لومڑی کی طرح بڑی عیار مشہور ہے' اب کولہیوں نے اپنے ہندوانہ رسم و رواج کو شروع کردیا ہے۔

سہ روزہ ردِقادیانیت کورس

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے ششماہی امتحانات کی چھٹیوں کے دوران طلبہ کی تربیت کے لئے ایک کورس منعقد ہوا۔ کورس کا دورانیہ یومیہ دو گھنٹے تھا۔ الحمدللہ! جامعہ اور اس کی اہم شاخوں سے قریباً دو سو سے زائد طلباء کرام نے شرکت کی' جامعہ کے علاوہ کراچی کے دیگر بڑے تعلیمی اداروں کے طلبہ نے بھی کافی تعداد میں شرکت کی اور ردِقادیانیت کے موضوع پر ہونے والے اس کورس سے خوب استفادہ کیا۔ کورس کی ابتدائی غرض و غایت اور مسئلہ ختم نبوت' قرآن و سنت کی روشنی میں' تحفظ ناموس رسالت اور ہماری ذمہ داروں کے عنوان پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے تفصیل سے لیکچر دیا اور طلباء کے سامنے مسئلہ کی حقیقت کو واضح کیا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کے مسئلہ کو قادیانی اکثر موضوع بحث بنانے کی کوشش کرتے ہیں' اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ ماہنامہ بینات کے معاون مدیر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنما مولانا محمد اعجاز نے بہت ہی عمدہ انداز میں بیان کیا اور طلباء کے سوالات کے تشفی بخش جواب دیے۔ جانشین شہید ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ نے طلباء سے خصوصی خطاب کیا اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے حضرت نے مدلل انداز میں بیان فرمایا۔ حضرت نے اپنے بیان میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے اور خوش نصیب ہے وہ انسان جو اپنے نبی کی عظمت و ناموس کے حوالہ سے اپنے آپ کو صرف کرتا ہے' حضرت نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بنائیں اور اپنی دنیاوی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہر چیز پر ترجیح دیں' اور یہی حب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے۔ پروگرام کی اختتامی نشست سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مناظر اسلام مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں' ان کے بعد کسی اور کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ کفر نے ہر دور میں اسلام کے خلاف یلغار کی ہے' مگر محافظین اسلام نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ کیا ہے اور الحمدللہ! آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ جماعت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے معاملہ میں بہت زیادہ حساس ہے۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کی کورس میں شرکت کو قبولیت نصیب فرمائے اور ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک اس عظیم مشن پر کاربند رکھے۔ مولانا اللہ وسایا کے بیان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے طلبہ میں سند امتیاز' کتب کا منتخب سیٹ' مجلس کا لٹریچر' اور ایک عدد سوٹ بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ اختتامی دعا جماعت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کرائی۔

قاری بشیر احمد تونسویؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری بشیر احمد تونسویؒ آج سے چالیس سال پہلے لاہور تشریف لائے اور عثمانیہ مسجد آر اے بازار میں مدرس' امام و خطیب کی حیثیت سے خدمات کا آغاز کیا' مسجد کی تعمیر و توسیع' آرائش و زیبائش میں دن رات ایک کردیے اور دیکھتے ہی

دیکھتے مسجد عثمانیہ ایک خوبصورت مسجد کی شکل میں سامنے آ گئی۔ موصوف مرنجان مرنج طبیعت کے مالک انسان تھے' پندرہ سال سے ان کی مسجد میں آنا جانا رہا ہے' جب بھی گئے دیدہ ودل فرش راہ کئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن اور اکابرین سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور مجلس کے لائے مالی امداد کی طرف بھی حلقہ احباب کو متوجہ کرتے رہتے۔ بندہ گزشتہ دنوں لاہور گیا تو معلوم ہوا کہ موصوف ۹/مئی ۲۰۰۷ء گیارہ بجے شب حرکت قلب بند ہونے سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بندہ نے ان کی مسجد میں حاضری دی اور ان کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرائی اور دعائے مغفرت کرائی گئی۔ ورثاء میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں' تونسہ شریف سے تعلق تھا' ان کی رحلت سے آرائے بازار کے مسلمان ایک نیک سیرت' نیک صورت مسلمان عالم دین کے وجود سے محروم ہوگئے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ پروردگار عالم مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کا صحیح جانشین بننے کی توفیق نصیب فرمائے اور ان کے لئے جامع مسجد عثمانیہ کو صدقہ جاریہ بنائے۔

مولانا قاری محمد اختر ؒ بجن کسانہ بھی چل بسے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات کے رہنما' دینی درد رکھنے والے عالم دین' کئی ایک مدارس کے بانی ومہتمم' دیہاتی علاقوں میں تعلیم قرآن عام کرنے والے قاری قرآن ہزاروں رفقاء شاگردان' شاگردات کو روتا ہوا چھوڑ کر چل بسے۔ مرحوم کو اللہ پاک نے اپنے قرآن اور اپنے نبی کے فرمان کی حفاظت ونشر واشاعت کے لئے پیدا کیا تھا۔ گجرات' منڈی بہاؤ الدین' جہلم کے اضلاع میں دسیوں مدارس قائم کئے' اور ان کا نظم ونسق چلاتے رہے' مذکورہ بالا اضلاع میں ختم نبوت کی تحریک کے روح رواں تھے' جب بھی کہیں سے قادیانیت کی سرگرمیوں کی اطلاع ملتی تو تڑپ اٹھتے' مبلغین کو ہدایات دیتے اور ان کی مکمل سرپرستی فرماتے اور معاملہ کو منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیتے' مذکورہ بالا اضلاع میں اہلسنت والجماعت مسلک دیوبند کی طرف اپنی نسبت کرنے والے افراط وتفریط کا شکار ہیں' موصوف افراط وتفریط کے بجائے اعتدال کی راہ اپنائے ہوئے تھے۔ گجرات کے سیدوں نے اپنے آپ کو مردوں کے لئے وقف کردیا ہے اور ان کا ٹارگٹ مردے ہیں' زندہ قادیانیت کی گود میں چلے جائیں' عیسائی بن جائیں' یا قادیانی ان کے مریدوں کو قتل کردیں' ان کی سوئی سماع موتی سے نیچے نہیں اترتی۔ ان حالات میں قاری صاحب ؒ کی ذات گرامی غریبوں' مسکینوں اور یتیموں کا ملجا وماویٰ تھی' غرباء کے ساتھ تعاون' ان کے ایمان وعقائد کی حفاظت کے لئے ہمہ تن گوش متوجہ رہتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے فرمائش کی کہ مجلس کے دارالمبلغین سے تربیت یافتہ کوئی عالم دین دیا جائے تاکہ تینوں اضلاع میں ان کے قائم کردہ مدارس کی بھی نگرانی کرے۔ قادیانیت' عیسائی' این جی اوز کی سرگرمیوں کا بھی تعاقب کرے۔ چنانچہ مجلس نے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل اور مرکزی دارالمبلغین کے تربیت یافتہ مولانا غلام شبیر ان کے سپرد کئے' مولانا غلام شبیر ان کے دست و بازو ثابت ہوئے' اس پر وہ مجلس کے شکر گزار رہے' موصوف نے ان کے قائم کردہ مدارس کے تعلیمی و انتظامی امور میں ان کی معاونت کی' بندہ کئی مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا' مجلس کے تبلیغی سرگرمیوں کا سن کر دل سے دعائیں دیتے۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر' کا ذکر خیر والہانہ انداز میں بیان فرماتے' اور بتلاتے کہ کس طرح کسمپرسی کے باوجود ان حضرات نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ گجرات میں مجلس کے روح رواں اور اعزازی مبلغ چوہدری محمد خلیلؒ کے ساتھ مل کر قادیانیت کے منہ زور گھوڑے کو کھرلی پر باندھنے کی تراکیب سوچتے اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں کرتے۔ ربیع الثانی کے آخری دنوں میں احمد پور سیال میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر مناظر ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے موصوف کی رحلت کی خبر سنائی کہ قاری صاحبؒ ۱۷/مئی ۲۰۰۷ء کو انتقال فرما گئے' جس سے قلبی صدمہ ہوا کہ جو پرانے بادہ خوار تھے اٹھتے جاتے ہیں اور ان کا خلا پر نہیں ہورہا' ان کی رحلت واقعتا موت العالم موت العالم کا مصداق ہے کہ انہوں نے کتنے علاقوں میں توحید و سنت کے مراکز قائم کئے' اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے رہے' اللہ پاک ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر انہیں جوار رحمت میں جگہ دیں اور ان کے قائم کردہ مدارس کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا دس روزہ تبلیغی دورہ سندھ

حیدرآباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی دس دن کے دورہ پر ۹/جمادی الاولی کو حیدرآباد دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پہنچے پہلا پروگرام حیدرآباد لطیف آباد نمبر ۵ میں ہوا' جس میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا بیان ہوا' ۹/جمادی الاولی کو مولانا شجاع

آبادی بدین ضلع کے مبلغ مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی کے ہمراہ ضلع بدین کے تفصیلی دورہ پر روانہ ہوئے اور پہلا پروگرام ماتلی میں مدرسہ قاسمیہ میں طلباء کرام سے ہوا' دوسرا پروگرام بعد نماز عشاء گوٹھ نبی بخش کیبوہ میں قاری عبدالمجید کی زیر صدارت منعقد ہوا' جس میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا بیان ہوا' تیسرا پروگرام ٹنڈو غلام علی مدرسہ تعلیم الاسلام مسجد قاضی مبارک میں ایک جلسہ سے خطاب کیا' جلسہ کی صدارت حافظ زبیر احمد مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام نے کی' جلسہ سے مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کے علاوہ مولانا قادر ڈنو' مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے خطاب کیا' چوتھا پروگرام راجو خنانی کی جامع مسجد میں بعد از نماز عشاء ہوا' جس مین مولانا خان محمد جمالی' مولانا غلام مصطفیٰ چانڈیو' مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے خطاب کیا اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا' پانچواں پروگرام ۲۹/مئی کو بدین شہر میں اتفاق کالونی کی جامع مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہوئی' جس میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے مسئلہ ختم نبوت اور تردید مرزائیت پر تفصیلی بیان کیا' مولانا کے علاوہ مدرسہ بدر العلوم کے مدرس مولانا جمال الدین' مولانا عبدالقیوم کے بیانات ہوئے' تلاوت قاری حفیظ اللہ اور ہدیۂ نعت حافظ سیف اللہ نے پیش کی' کانفرنس کے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ چھٹا پروگرام جامع مسجد حیدر کرار ٹنڈو باگو میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی' اس کانفرنس سے مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کے علاوہ سندھ کے معروف خطیب مولانا محمد عیسیٰ سموں' مولانا عبدالحمید حیدری' مفتی احسان اللہ اور مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی کے خطابات ہوئے۔ کانفرنس کے انتظامات محمد نعیم' محمد اعجاز اور محمد اشفاق میمن نے ادا کئے۔ ساتواں پروگرام جمعۃ المبارک مسجد حیدر کرار کھوسکی میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے پڑھایا' مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے جامع مسجد ٹنڈو میں جمعہ پڑھایا۔ آٹھواں پروگرام بروز ہفتہ سیرانی میں بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس ہوئی' جس میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کے علاوہ مولانا محمد عبداللہ سندھی' مولانا محمد عثمان نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا رمضان نے ادا کئے۔ نواں پروگرام نبولیا چھوٹا گاؤں میں جلسہ سیرۃ النبی سے مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا' مولانا کے علاوہ اس پروگرام میں مولانا صبغت اللہ' مولانا غلام محمد سومرو' مولانا خادم حسین شر' مولانا عبدالحمید لنڈ' مولانا اسد اللہ کھوڑو کے علاوہ کئی ایک علمائے کرام شامل تھے۔

قادیانی جماعت انجمن احمدیہ کے پاس پلاٹوں' مکانوں کے کاغذات چیلنج کرانے پر پابندی لگائی جائے

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا ہے کہ چناب نگر سابقہ ربوہ میں ۱۱۰۳۴ ایکڑ سرکاری اراضی کی قیمت مقرر کرکے زیر قبضہ مکانوں کے الاٹیوں کو مطالبہ حقوق دینے کے لئے سرکاری طور پر رجسٹری کی جائے اور قادیانی جماعت انجمن احمدیہ کے پاس پلاٹوں' مکانوں کے کاغذات چیلنج کرانے پر پابندی لگائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۷ء میں گورداسپور کا ضلع پاکستان میں آنے کے بعد قادیانی جماعت کی سازش سے دوبارہ بھارت میں شامل کر دیا گیا تھا اور قادیان شہر کی تمام جائیداد جعلی نبی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے خاندان کے پاس رہی اور جعلی مہاجر بن کر ۲۲/جون ۱۹۴۸ء کو سر فرانسس موڈی انگریز گورنر پنجاب سے ۱۱۰۳۴ ایکڑ اراضی سرکاری اراضی چک ڈھگیاں الاٹ کروائی تھی جس پر ربوہ شہر بسایا گیا اور مفت زمین حاصل کی' صرف ٹوکن قیمت ایک آنے مرلہ ۱۰ روپے فی ایکڑ ادا کی' اس زمین کی مارکیٹ قیمت وصول کی جائے اور قابضین کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

لوگوں پر وہ دور آنے والا ہے!

"لوگوں پر وہ دور آنے والا ہے جب وہ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کے جھگڑوں پر باتیں کیا کریں گے' تم ان کے پاس ہرگز نہ بیٹھنا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔"

(بیہقی)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون:2545573

رپورٹ کراچی کانفرنسز

ابو محمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام شش روزہ تحفظ ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا' جس میں اکابر علماء کرام اور نامور قراء عظام اور معروف ثنا خوانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شرکت کی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام پہلا پروگرام جامع مسجد بلال اسکاؤٹ کالونی' ۲۷/ مئی ۲۰۰۷ء بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے قاری محمد نذیر مالکی نے کیا' اس کے بعد معروف ثنا خواں مولانا محمد اشفاق نے بارگاہ رب العزت میں ہدیہ حمد پیش کیا اور ساتھ ہی جناب ختمی المرتبت سید الکونین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں تحفۂ نعت پیش کی۔ نقابت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ادا کئے۔ جامعۃ الرشید کراچی کے استاذ قاری شاہ منصور احمد نے تحفظ ناموس رسالت اور جذبہ جہاد پر ایمان پرور خطاب کیا' اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما' شاہین ختم نبوت نے سید الاولین والآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلہ پر تفصیل سے بیان کیا اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے امت مسلمہ کو بیدار کیا۔ پروگرام مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ کے دعائیہ کلمات اور پُرسوز دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا پروگرام ۲۸/ مئی بروز پیر بعد نماز عشاء مدرسہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بالمقابل پارک میں منعقد ہوا' جس میں علاقہ بھر کے مقتدر احباب نے نہایت دلجمعی کے ساتھ شرکت کی' پروگرام کی ابتدا قاری سکندر حیات کی تلاوت سے ہوئی' تلاوت کلام پاک کے بعد معروف مدح رسول حافظ اشفاق نے ہدیۂ نعت پیش کی اور عوام الناس کے قلوب کو خوب گرمایا۔ جامعہ اسلامیہ ملیر کے طالب علم نے نظم پیش کی' اس کے بعد مولانا محمد اسلم کشمیری نے خطاب کیا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری کے عنوان پر نہایت مدلل اور پُرجوش خطاب میں سامعین کو تحفظ ناموس رسالت کے کاز کو ایک ایک گلی اور محلہ میں پہنچانے اور آئندہ بھرپور انداز میں کام کرنے کی تلقین کی' بعد ازاں جمعیت علماء اسلام کراچی کے مرکزی رہنما قاضی عقیب الرحمٰن نے نہایت مفصل بیان کیا اور لوگوں کے قلوب کو ایمان کی روشنی سے منور کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ آخری خطاب' پروگرام کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت' مولانا اللہ وسایا کا ہوا' بیان میں مولانا نے موجودہ حکومت کی تحفظ ناموس رسالت سے متعلق پالیسی اور قادیانیوں سے متعلق طے شدہ آئینی ترامیم میں نقب لگانے کی ناکام کوشش کو طشت ازبام کیا اور مطالبہ کیا کہ حکومت کوئی ایسا غیر دانشمندانہ اقدام نہ کرے' جس سے ملت اسلامیہ کے جذبات مجروح ہوں' آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مدرسہ فاطمۃ الزہراؓ کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے دعائے خیر فرمائی۔

تیسرا پروگرام ۲۹/ مئی بروز منگل بعد نماز مغرب جامع مسجد محمدی گلشن حدید میں جانشین شہید اسلام مولانا سعید احمد جلال پوری امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی صدارت میں منعقد ہوا' تلاوت کلام پاک مدرسہ ضیاء القرآن کے طالب علم حافظ محمد زید نے کی' نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنے کے لئے مولانا محمد اشفاق کو دعوت دی گئی' انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں نہایت دلسوزی کے ساتھ نعت شریف پیش کی اور ایک عجب سماں باندھ دیا۔ اجتماع سے پہلا خطاب مبلغ کراچی مولانا قاضی احسان احمد نے کیا' اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ نے نہایت زوردار بیان فرمایا اور عوام الناس کو تحفظ ناموس رسالت جیسے عظیم مشن پر کام کرنے کے لئے آمادہ کیا' جس کا لوگوں نے بھرپور انداز میں خیر مقدم کیا' اور اس بات کا عزم کیا کہ انشاء اللہ ہم ہر سطح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کریں گے' آخری خطاب میر کارواں محفل کی جان' مناظر اسلام مولانا اللہ وسایا کا ہوا' الحمدللہ! پروگرام کے اختتام تک عوام الناس یکسوئی سے بیٹھے رہے قریباً رات بارہ بجے کے بعد اختتامی دعا ہوئی۔

چوتھا پروگرام ۳۰/ مئی ۲۰۰۷ء بروز بدھ بعد نماز عشاء' امیر خسرو روڈ سی پی برابر سوسائٹی میں منعقد ہوا

جس میں وسیع انتظام کے باوجود عوام الناس کثیر تعداد میں پہنچے کہ جلسہ گاہ میں ہنگامی بنیادوں پر سامعین کے لئے مزید نشستوں کا انتظام کیا گیا تاہم پروگرام اپنی مثال آپ تھا' پروگرام کی ابتدا نوجوان قاری' قاری خوش الحان صبغت اللہ کی تلاوت سے ہوا' بعد میں مولانا قاضی احسان احمد نے مفصل خطاب کیا۔ اس کے بعد ملک عزیز پاکستان کے معروف قاری' استاذ القراء قاری محمد ادریس آصف نے اپنی مسحور کن آواز میں سامعین پر وجد طاری کردیا' الحمدللہ! تقریباً پون گھنٹہ قاری نے تلاوت کی' اس کے بعد حافظ محمد اشتاق نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ آخری مقرر شاہین ختم نبوت' مناظر اسلام مولانا اللہ وسایا کا ایمان پرور بیان ہوا' جس میں مولانا اللہ وسایا نے اکابر کی تحفظ ناموس رسالت سے متعلق خدمات کو بیان کیا اور اس کے پیش نظر عوام الناس سے مطالبہ کیا کہ ہم بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اپنے آپ کو میدان عمل میں لائیں۔

پانچواں پروگرام ۳۱/مئی ۲۰۰۷ء بعد نماز عشاء جامع مسجد بہار' بہار کالونی کے وسیع و عریض حال میں منعقد ہوا' جس کو بعد ازاں موسم کی تلخی کی وجہ سے صحن میں منتقل کردیا گیا' جس میں بھرپور انداز میں علماء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ تحفظ ناموس رسالت کے مشن پر امت مسلمہ کی کاوش اور فتنہ قادیانیت کی ناکامی کے عنوان پر مولانا اللہ وسایا نے نہایت مفصل اور مدلل بیان کیا' مولانا نے عوام کو مخاطب کرکے کہا کہ ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ: غور کریں کہ کہاں سے انہوں نے سفر کیا اور آج کہاں پر ہیں؟ الحمدللہ! مسلمانوں کی ایک تاریخ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کے تعاقب کے لئے مسلمانوں کے تین علماء کرام نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر فتویٰ دیا' اور یہ تحریک چلتے چلتے چھ سو علماء کرام کے مبسوط فتویٰ تک جا پہنچی' یہ علمی کاوش آگے چل کر محاذ ختم نبوت پر کام کرنے والے ہر ذی علم انسان کے لئے مشعل راہ بنی صرف یہی نہیں بلکہ تحریر' تقریر' مناظرہ' عدالت' جنگ' امن ہر میدان و محاذ پر حق تعالیٰ شانہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور کفر کا منہ کالا کیا اور قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنما مفتی عبدالقیوم دین پوری نے کہا کہ قرآن وسنت اس بات پر شاہد عدل ہے کہ اسلام کسی بھی گستاخ رسول سے رعایت کا سبق نہیں دیتا بلکہ قرآن کریم تو ایسے لوگوں سے تعاون کرنے کو بھی منع کرتا ہے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "برائی کا کام کرنے والوں سے تعاون مت کرو۔"

قادیانی چونکہ زندیق اور مرتد ہیں' اس لئے اس کا حکم عام کافروں سے الگ ہے' اختتامی دعا جانشین شہید اسلام مولانا سعید احمد جلال پوری نے کروائی۔

چھٹا پروگرام شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی' کی مسجد' جامع مسجد فلاح نصیر آباد' میں کیم جون ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوا' جس میں خطبہ جمعہ پر خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت نے نہایت مفصل اور مدلل انداز میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا مسئلہ بیان کیا اور قرآن وسنت کی رو سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو بیان کیا۔

حق تعالیٰ شانہ ان تمام پروگراموں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے' جن جماعتی رفقاء نے انتظام کیا' رب کریم ان کو ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے' حق تعالیٰ شانہ قادیانیوں کے لئے ان محافل کو ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

ایک عالم دین کے فرائض

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

آج زمانے کے خیالات اور دنیا کے واقعات میں اس تیزی سے تبدیلی ہو رہی ہے کہ ان کو جانے اور سمجھے بغیر آپ مسلمانوں کی خدمت نہیں کرسکتے' دنیا میں سیاسی اور اقتصادی خیالات ایسے چھائے ہوئے ہیں اور انقلاب کی گھڑیاں اس طرح پے در پے آرہی ہیں اور گزر رہی ہیں کہ عالم دین کے لئے جو کہ مسلمانوں کا خدمت گزار ہوتا ہے' ان کو سمجھنا اور ان کے حل کی تدبیریں سوچنا ضروری ہے' صرف اعراض اور تغافل سے آپ ان مسائل کو حل نہیں کرسکتے' آپ کے توجہ نہ کرنے سے نہ دنیا اپنے قاعدہ کو بدل سکتی ہے اور نہ زمانہ اپنے رخ کو پلٹ سکتا ہے' مشکلات کا مقابلہ کرنا اور موجودہ جدوجہد میں مناسب حصہ لینا اور ملک وقوم کی زندگی میں مسلمانوں کے مناسب مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ایک عالم دین کا فرض ہے۔

آج کل ہمارے علماء کا کام صرف پڑھنا پڑھانا' مسئلہ بتانا اور فتویٰ سمجھا جاتا ہے' لیکن اب وقت ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے پچھلے سبق کو پھر دہرائیں' ان کا کام صرف علم ونظر تک محدود نہیں بلکہ عمل وجدوجہد اور علمی خدمت بھی ان کے منصب کا ایک بہت بڑا فرض ہے' ہر آبادی میں جہاں وہ رہیں وہ ان کی کوشش وخدمت سے آباد رہے' وہاں کے جاہلوں کو پڑھانا وہاں کے نادانوں کو سمجھانا' وہاں کے غریبوں کی مدد کرنا' وہاں کی ضرورتوں کو پورا کرنا' وہاں کے امیروں کو حق کا پیغام سنانا' وہاں کے معذوروں کی خدمت کرنا وہاں کے بھولے بھٹکوں کو راہ دکھانا' مسلمانوں کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کرنا' ان کو دنیا کے حالات سے باخبر کرنا اور اپنے علم وعمل کی ہر کوشش سے ان کو فائدہ پہنچانا ایک عالم دین کے فرائض ہیں۔

بمقام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

کورس ردقادیانیت وعیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین وماہرین فن لیکچر دیں گے اِنشاءاللہ

زیر سرپرستی
خواجہ مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت قبلہ پیر طریقت مخدوم العلماء شاہ نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

بتاریخ ۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ
18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم ازکم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاءکورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون:514122

زیراہتمام عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ
فون:047-6212611

عالمی مجلس
تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت سے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، نطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122، فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمن
ناظم اعلیٰ